# منوّر نعتیں

"...ل سامنے روضے کی جالی ہو"

از

منوّر۔ بدایونی

ناشر

اقبال بُک ہاؤس

ٹرام جنکشن صدر۔ کراچی ۳

فون ۲۲۱۵۷

قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# منور نعتیں

(مع حالیہ کلام)

مصنف

منور بدایونی

اسٹاکسٹ :

فون : 212642

یونائیٹڈ پبلشرز

اردو بازار۔ کراچی

ہدیہ -/۵ روپے

# تعارف

## ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

چیرمین شعبۂ اردو۔ کراچی یونیورسٹی

تقلین احمد منور بدایونی جناب عیش بدایونی کے شاگرد ہیں جو خود حضرت امیر مینائی کے ارشد تلامذہ میں تھے اس طرح منور صاحب کا تعلق جس سلسلہ شاعری سے ہے اس میں پاکیزگی خیال اور صفائی بیان کی روایت ایک اساسی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس مادہ پرستی کے دور میں بھی جب کہ بڑی حد تک لوگوں کا مذاق بدل گیا ہے اور شاعری کا منصب بھی کچھ اور ہو گیا ہے منور صاحب نے عام انداز کو چھوڑ کر نعت اور منقبت کو اختیار کیا ہے اور اپنی ساری عمر اسی شغلہ میں صرف کی بہار یہ کلام بھی نہایت دلکش ہے اور زبان اور خیال کی شاعری پسند کرنے والوں کے لئے منور صاحب کا کلام ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے ہم وطن ہیں اور عزیز بھی میں نے بچپن ہی سے ان کا کلام سنا ہے۔

میں نے محسنؔ کاکوروی کی نعت گوئی کے سلسلہ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ نعت گوئی کا فن بڑا مشکل ہے۔ سودا نے تو مرثیہ نگاری کو مشکل ترین دقائق کہا ہے کہ بقول ان کے اس میں مضمون واحد کو ہزار رنگ سے ربط معنی دینا پڑتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نعت کا معاملہ مشکل ہی نہیں نازک بھی ہے۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

شاعری کے فنی مطالبات کی نگہداری اور پھر نعت سے عہدہ برائی ایک بڑے فنکار

ہی کو نصیب ہو سکتی ہے افسوس ہے کہ محسن کاکوروی کے بعد اردو شاعری میں اعلیٰ درجہ کی نعتیہ شاعری کا کوئی نمونہ نہیں ملتا جن نعت گو شعرا نے اس طرف توجہ بھی کی ان میں بہت تو گمنام ہی رہ گئے اور جن کو تعارف بھی نصیب ہوا وہ ہمعصر شعرا کے مقابلے میں فروغ نہ پا سکے۔

منوّرؔ صاحب خاندانی شاعر ہیں ان کے والد حکیم حسنین احمد صاحب مورخ بدایونی بڑے ذہین اور طباع شاعر تھے اس لئے یہ روایت بھی منوّر کے لئے نئی نہیں پھر شاعری کو انھوں نے ذریعہ معاش نہیں بنایا اس لئے جو کچھ کہا ہے اپنے شوق سے اور محض جذبے اور ذوق سے اسی لئے اس میں صداقت بھی ہے اور خلوص بھی اس میں پیشہ ور شاعروں کی سی سحر کاری نہ سہی وہ ساری خوبیاں موجود ہیں جو اچھی شاعری میں ہوتی ہیں امید ہے کہ منوّرؔ صاحب کا یہ مجموعہ مقبول ہوگا اور ارباب بصیرت اُسے قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے

ابو اللیث صدیقی

کراچی یونیورسٹی

۲۰ جون سنہ ۱۹۶۳ء

# پیش لفظ

از:۔ میناؔ۔ زبیری۔ بی۔ اے۔ علیگ

## نغمۂ انوارِ حجازی

۸۲ ھجری ۱۳

اصنافِ سخن میں نعت کی انفرادیت، اہمیت اور افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا نعت کے مصنف کے پاس علاوہ فن کی جملہ صلاحیتوں کے ایک آشفتہ اور زلیفتہ دل ہونا بھی ضروری ہے۔ عاشق اپنے محبوب کی توصیف اور تذکرہ کے لئے پاکیزہ ترین حسین و جمیل قلم اور زبان استعمال کرتا ہے اور اگر وہ حقیقتاً عاشق نہیں ہے تو اپنی معروض میں حسن پیدا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔

مُنوّر بدایونی میرے قدیم اور بے تکلف دوست ہیں موصوف برصغیر ہند و پاک کے ان نامور اور قادر الکلام شعراء میں سے ہیں جن کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔

خاکِ بدایوں کی عظمت سے کون واقف نہیں جس کو بڑے بڑے اولیا اور بزرگانِ دین نے اپنی ابدی خواب گاہ کے لئے پسند فرمایا جو حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا جیسے عظیم المرتبت بزرگ کا وطن ہے، اسی سرزمین سے منور صاحب کو پیدائشی نسبت کا شرف حاصل ہے ایک نامور متولی خاندان کے فرد ہیں ان کے والد حکیم حسین احمدؒ صاحب مورخ بدایونی تاریخ گوئی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ مُنوّر صاحب کی تاریخ پیدائش ۲ر دسمبر ۱۹۰۸ء ہے۔

منوّر کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ جس شاعر کا جو کلام ان کے دل پر منقوش ہو گیا اُسے اپنے خیالات اور فن کے زیورات سے آراستہ کر کے تخمیس کی صورت میں اپنا لیا۔ بہاریہ کلام میں منوّر کا رنگ مخصوص عارفانہ ہے زمانے کی سچی تصویر کشی کرتے ہیں۔ زبان اور الفاظ پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ انسانی زندگی کی نہایت الجھی ہوئی گتھیاں سلیس اور عام فہم زبان میں سلجھا دیتے ہیں اشعار میں الفاظ کا رکھ رکھاؤ، تواتر اور الٹ پھیر ایسی لذت پیدا کر دیتا ہے کہ سننے اور پڑھنے والا عرصہ تک لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت ان کا مخصوص مذاقِ سخن ہے الفاظ کا انتخاب انتہائی سلیقے سے کرتے ہیں اور ان کو عجز و انکسار کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ دو مصرعوں میں معنویت کا سمندر موجزن نظر آتا ہے۔۔

جب تری شانِ کریمی پہ نظر جاتی ہے — زندگی کتنے مراحل سے گزر جاتی ہے

مجھے جو دیا اے مرے دینے والے — طلب سے زیادہ ہے بخشش ہو کہ ہے

بندوں کو بھی درکار ہے مولا تری رحمت — رحمت کو بھی مولا تری درکار ہیں بندے

منوّر کے نعتیہ اور منقبتی کلام پر جو تبصرے ادب نواز بزرگان اور محترم حضرات نے وقتاً فوقتاً کیے ہیں وہ سب کم گنجائش کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل نہ کیے جا سکے چند متبرک اور ممتاز بزرگان کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

**حضرت مولانا عبدالقدیر القادریؒ سابق مفتی اعظم حیدرآباد، دکن (نومبر [illegible])**

مولوی ثقلین احمد منوّر بدایونی اگرچہ نوجوان شعرا کی فہرست میں شامل ہیں مگر کلام کی پختگی ندرت سلاست اور رفعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ بدایوں کی مجالس ان کے کلام سے منور اور معمور نظر آتی ہیں مجھے ان کی شاعری میں بڑی کشش اور منزل مقصود سے بڑی قربت

محسوس ہوتی ہے۔ منورؔ صاحب خالص بہاریہ رنگ میں آداب کو ملحوظ رکھ کر حمد نعت اور منقبت کہتے ہیں ان کے کلام میں اصلاح قوم کی محمود کوشش پائی جاتی ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کا کلام حسن قبول حاصل کرے اور جن جذبات کی روشنی میں جو کچھ کہا گیا ہے ان کا آئینہ دار ہے

حضرت مولانا عبدالحامد القادری البدایونی صدر جمعیتہ علماء پاکستان (اگست ۱۹۶۰ء)

عشاقان بارگاہ رسالت میں منورؔ صاحب کی غزلیات کا ایک ایک شعر ہند و پاک کے گوشے گوشے میں بڑی قدر و منزلت سے پڑھا جاتا ہے ان کا کلام ایک مقام مرتفع رکھتا ہے جو ان سے دیرینہ روابط قائم کریگا وہ بلند سطح کا مالک ہوگا۔

مجتہد العصر علامہ مولوی لقا علی حیدری مسلم مشنری مشرق بعید و مشرق وسطی

مجھے اس بات کا فخر ہے کہ اس سرآمد مداحان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلام میں نے کراچی آکر ہی نہیں سنا بلکہ جب کبھی منور صاحب نے کوئی تازہ فکر کی مجھے اور میرے ساتھ مخصوص احباب کو سننے کا شرف حاصل ہوا ان کا کلام جو طبع ہونے جارہا ہے جس کا نام "منور نعتیں" ہے پاکستان بھر کے قلوب کو منور کرنے میں کامیاب ہوگا۔ جناب سیدۃ النساء العالمین صلوٰت اللہ وسلام علیہا کا کوئی سہرہ یا سہاگ یا اس قسم کی نظم کسی شاعر نے نہیں لکھی میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ منور صاحب کی نظم "بنت نبی کا سہاگ" کے عنوان سے اپنی قسم کی پہلی اور آخری نظم ہے جس کے بعض اشعار سنکر میں بے ساختہ رو دیا ہوں اکثر اشعار اس قدر بلند ہیں کہ رہتی دنیا تک شاید اس موضوع پر اس سے بہتر مضمون پیش نہیں کیا جا سکتا۔

مبارک اے نبی کی لاڈلی یہ پھول سہرے کے ۔۔۔ مہک جنمیں شفاعت کی ہے مضمون گلفشانی کی

سہرے کے لئے ان سے بہتر پھول دنیا کے کسی گلستاں میں کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔

منوّر کی ہمیشہ عادت رہی ہے کہ جس شاعر کا جو کلام ان کے دل پر منقوش ہو گیا اُسے اپنے خیالات اور فن کے زیورات سے آراستہ کرکے تخمیس کی صورت میں اپنالیا۔ بہاریہ کلام میں منوّر کا رنگ مخصوص عارفانہ ہے زمانے کی بھی تصویر کشی کرتے ہیں۔ زبان اور الفاظ پر اس قدر قدرت حاصل ہے کہ انسانی زندگی کی نہایت الجھی ہوئی گتھیاں سلیس اور عام فہم زبان میں سلجھا دیتے ہیں اشعار میں الفاظ کا رکھ رکھاؤ، تواتر اور الٹ پھیر ایسی لذت پیدا کر دیتا ہے کہ سننے اور پڑھنے والا عرصہ تک لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔

حمد، نعت اور منقبت ان کا مخصوص مذاقِ سخن ہے الفاظ کا انتخاب انتہائی سلیقے سے کرتے ہیں اور ان کو عجز و انکسار کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کرتے ہیں کہ دو مصرعوں میں معنویت کا سمندر موجزن نظر آتا ہے۔۔۔

| | |
|---|---|
| جب تری شانِ کریمی پہ نظر جاتی ہے | زندگی کتنے مراحل سے گذر جاتی ہے |
| مجھے جو دیا اے مرے دینے والے | طلب سے زیادہ ہے بخشش ہو کم ہے |
| بندوں کو بھی درکار ہے مولا تری رحمت | رحمت کو بھی مولا تری درکار ہیں بندے |

منوّر کے نعتیہ اور منقبت کے کلام پر جو تبصرے ادب نواز بزرگان اور محترم حضرات نے وقتاً فوقتاً کئے ہیں وہ سب کم گنجائش کی وجہ سے اس مجموعہ میں شامل نہ کئے جا سکے چند متبرک اور ممتاز بزرگان کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبد القدیر القادری سابق مفتی اعظم حیدرآباد۔ دکن (نومبر ۱۹۴۸ء)

مولوی ثقلین احمد منوّر بدایونی اگرچہ نوجوان شعرا کی فہرست میں شامل ہیں مگر کلام کی پختگی ندرت سلاست اور رفعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ بزرگوں کی مجالس ان کے کلام سے منوّر اور معمور نظر آتی ہیں مجھے ان کی شاعری میں بڑی کشش اور منزل مقصود سے بڑی قربت

محسوس ہوتی ہے۔ منورؔ صاحب خالص بہاریہ رنگ میں آداب کو ملحوظ رکھ کر حمد نعت اور منقبت کہتے ہیں ان کے کلام میں اصلاح قوم کی محمود کوشش پائی جاتی ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کا کلام حسن قبول حاصل کرے اور جن جذبات کی روشنی میں جو کچھ کہا گیا ہے ان کا آئینہ دار ہے۔

**حضرت مولانا عبد الحامد القادری البدایونی صدر جمعیۃ علما پاکستان (اگست ۱۹۶۳ء)**

عشاقان بارگاہ رسالت میں منورؔ صاحب کی غزلیات کا ایک ایک شعر ہند و پاک کے گوشے گوشے میں بڑی قدر و منزلت سے پڑھا جاتا ہے ان کا کلام ایک مقام مرتفع رکھتا ہے جو ان سے دیرینہ روابط قائم کریگا وہ بلند سطح کا مالک ہوگا۔

**مجتہد العصر علامہ مولوی الفقار علی حیدری مسلم مشنری مشرق بعید و مشرق وسطی**

مجھے اس بات کا فخر ہے کہ اس سرابد مداحان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلام میں نے کراچی آکر ہی نہیں سنا بلکہ جب کبھی منور صاحب نے کوئی تازہ فکر کی مجھے اور میرے ساتھ مخصوص احباب کو سننے کا شرف حاصل ہوا ان کا کلام جو طبع ہونے جا رہا ہے جس کا نام منورؔ نعتیں ہے پاکستان بھر کے تنوع کے منورؔ کرنے میں کامیاب ہوگا۔ جناب سیدۃ النساء العالمین صلوات اللہ وسلام علیہا کا کوئی سہرہ یا سہاگ یا اس قسم کی نظم کسی شاعر نے نہیں لکھی میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ منور صاحب کی نظم "بنت نبی کا سہاگ" کے عنوان سے اپنی قسم کی پہلی اور آخری نظم ہے جس کے بعض اشعار سنکر میں بے ساختہ رو دیا ہوں اکثر اشعار اس قدر بلند ہیں کہ رہتی دنیا تک شاید اس موضوع پر اس سے بہتر مضمون پیش نہیں کیا جا سکتا۔

مبارک اے نبی کی لاڈلی یہ پھول سہرے کے
مہک جنمیں شفاعت کی ہے صد رشک گلستانی کی

سہرے کے لئے ان سے بہتر پھول دنیا کے کسی گلستاں میں کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔

وہیں سے حق نے جنت بخشدی ہرایک قدموں کو
جہاں سے دی سندِ زہرہ کو آلِ مصطفائی کی

وہ گھر سے باپ کے سونے کی سیجیں لیکے کیوں نکلیں
جنھیں راتوں کو عادت ہے زمیں پر جبہ سائی کی

حضرت سرورِ کائنات علیہ الالف تحیت وثنار اور ان کے پارہ جگر حضرت امام حسینؓ کی منقبت ایسے انداز میں کہی ہے کہ میں نے اپنی اسی سال سے زائد کی عمر میں کسی جگہ نہیں دیکھی الفاظ کی تلاش اور طرز ادا ایسا دلکش ہے کہ ہر سننے والا بے اختیار داد دینے پر مجبور ہوگا۔

ہر دل کا اجالا کون محمدؐ ہر آنکھ کا تارا کون حسینؓ
تمہید تجلی کون محمدؐ انجام نظارا کون حسینؓ

اس مطلع کے بعد پوری غزل اس انتظام کے ساتھ کہنا کہ نصف مصرعہ نعت میں اور نصف منقبت میں پھر حفظ مراتب کے ساتھ الفاظ کی تلاش اور ترتیب میں کامیابی صرف خدا کی دین ہے اور منور صاحب کے حقیقی جذبات کی ترجمانی۔

مولانا مفتی زاہد القادری (دار الافتا دہلی)

نعت لکھنے والے شعرا میں ادیب محترم منور صاحب کو ایک بلند مقام حاصل ہے طویل عمر سے آستانہ کے حلقۂ اثر میں ان کے کلام کو قبولِ عام کی سند حاصل ہے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ اہل معرفت کے حلقوں میں اور طریقت کی محفلوں میں جب یہ اثر آفریں کلام پڑھا جاتا ہے تو سامعین کے دل اس طرح ہلنے لگتے ہیں جس طرح نسیم سحر کی خاموش حرکت سے پھولوں کی پنکھڑیاں ہلنے لگتی ہیں۔ زیارت حرمین شریف کے سفر میں مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی کہ بحری جہاز میں زائرین حرم منور بدایونی کا کلام سنکر سراپا درد بن جاتے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھک جاتی تھیں ساحلِ حرم جدہ اور مدینہ منورہ میں منور صاحب کے کلام نے کیف و سرور کے سمندر موجزن کردیے زیر نظر مجموعہ "منور نعتیں" کو یہ

شرف حاصل ہے کہ اس میں مشاہیر معرفت کے کلام کو تضمین کیا گیا ہے۔ اور کل کلام میں بزرگان دین کے روحانی تصرفات جلوہ فرما ہیں۔ یہ کتاب پاکستان کے لئے ایک نادر تحفہ ہے



چنانچہ مخصوص احباب کی فرمائش پر موصوف کے حمد، نعت اور منقبت کے کلام سے چند تخمیس اور غزلیات جن پر عشاق رسول فدا ہیں اور جو علما، فصحا، شعرا اور بزرگان دین سے انتہائی داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں آپ کے سامنے پیش ہیں چونکہ اشعار ہیں اب زمانہ زیادہ طوالت کی اجازت نہیں دیتا اس لئے تخمیسوں میں صرف پانچ پانچ بند کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ میں اس قسم کا کلام پیش کیا جا رہا ہے جو نعت و حمد کی محافل میں مدح اور منقبت کی مجالس میں، سماع اور قوالی کے اجتماع میں نیز زبان، جذبات اور بلند تخیلات کا ادب پسند کرنے والوں میں انشاء اللہ یکساں طور پر دلکش اور کیف آفریں ثابت ہوگا۔

**میناؔ زبیری علیگ**

کراچی ۲۰ رجون ۱۹۶۳ء

## قطعہ تاریخ

انوار رسالت کے ہیں روشن سورج — لکھی ہیں منوؔر نے عجب تخمیسیں

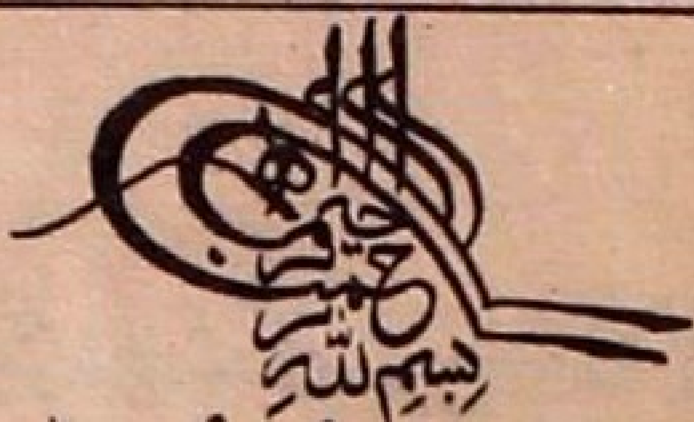
میناؔ نے بھی تاریخ طباعت لکھدی — ہیں گلشن طیبہ یہ منوؔر نعتیں

۱۲　　　　ھجری　　　　۸۳

# حمد

نہ آیا آنکھ سے جب تو نظر تو دل سے پہچانا
تری پہچان مشکل تھی بڑی مشکل سے پہچانا
کسی کی آنکھ روشن ہے کسی کا دل مُنوّر ہے
کسی نے آنکھ سے دیکھا کسی نے دل سے پہچانا

مُنوّر



نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# "داورِ محشر کے حضور"

ہے حشر کا دن حاضرِ دربار ہیں بندے
یارب تری رحمت کے طلبگار ہیں بندے

تو خالقِ عالم ہے سزا دے کہ جزا دے
مجبور ہیں، مجرم ہیں، گنہگار ہیں بندے

تو مالک و مختار ہے بخشے کہ نہ بخشے
شرمندہ ہیں، نادم ہیں، خطاوار ہیں بندے

ستار ہے غفار ہے، تو خالقِ کُل ہے
مایوس ہیں، معذور ہیں، لاچار ہیں بندے

اِک جنسِ گرانمایہ ہے، مولا تری رحمت،
بے زر ہیں بڑے مفلس و نادار ہیں بندے

بندوں کا خدا تیرے سوا کون ہے یارب!
انصاف کے تجھ سے ہی طلبگار ہیں بندے

حقّا ترا ہمدم ہے، نہ ثانی ہے نہ ہمسر
کرتے تری توحید کا اقرار ہیں بندے

دامن میں گناہوں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
لیکن تری رحمت کے طلبگار ہیں بندے

لاریب کہ تو وعدہ فراموش نہیں ہے
جو حکم ہو تعمیل کو تیار ہیں بندے

بندوں کو بھی درکار ہے مولا تری رحمت
رحمت کو بھی مولا تری درکار ہیں بندے

مایوس مُنوّر ہے ترے رحم کا طالب
ہے حشر کا دن حاضرِ دربار ہیں بندے

# تضمین

# نعتِ قدسیؒ

اے کہ ہے ختم تری ذات پہ والانسبی
وہ تری شان ہے اے ہاشمی و مُطّلبی
حبّذا اصلِ علی۔ اے مرے ممتاز نبی
مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شافعِ حشر، شہنشاہِ جہاں، فخرِ اُمم
دونوں عالم میں نہیں تجھسا حسیں تیری قسم
ایک میں کیا، تری صورت پہ فدا ہیں عالم
مَن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

کوئی دنیا میں نہ آیا ہے نہ آئے تجھسا!
تجھکو اللہ نے واللہ وہ رتبہ بخشا
ہے فرشتوں کی زبانوں پہ تری مدح و ثنا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

لمحہ بھر کو نہیں ملتی غمِ عالم سے نجات
مختصر یہ ہے کہ کاٹے نہیں کٹتے دن رات
سن کے آئے ہیں کہ پیاسوں کو بٹے گی خیرات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

رحم فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

حق نے کس نام سے بخشی تھی خطائے آدم — کون ہے شاہِ جہاں، ختمِ رسلؐ، فخرِ اُمم
مجھ سا ناپاک کہاں اور کہاں خوانِ کرم — نسبتے خود بہ سگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

عرشِ اعظم پہ سجائی تھی تری مسندِ پاک — سر پہ رکھتے تھے ملائک تری نعلین کی خاک
پہونچا اُس جا کہ نہ پہونچے جہاں فہم و ادراک — شبِ معراج عروجِ تو گذشت از افلاک

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی!

تھی تری شان کی خالق کو تجلی منظور — تیرے جلووں سے مرتب ہوئی ہر آیتِ نور
بھیجا اُس جا کہ جہاں حسنِ ازل تھا مستور — ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کردہ ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

مالکِ کوثر و تسنیم ہو یا شاہِ انام — دور جاری رہے چلتے رہیں متوالوں میں جام
مے برستی رہے گھنگھور گھٹاؤں سے تمام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

در پہ اک بھیڑ نظر آتی ہے بیماروں کی — سب کی تو سنتا ہے سب کہتے ہیں اپنی اپنی
اک مریض ان میں منور بھی ہے اے پیارے نبی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

سوئے تو آمدہ قدسی پئے درماں طلبی

# تضمین غزل مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی

سب کا والی ہے تو، دربار ہے اعلیٰ تیرا — خلق کو در سے ترے بٹتا ہے باڑا تیرا
غیر کے در پہ نہ مانگے کبھی منگتا تیرا — واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہم سے عاجز تری رحمت کا علو کیا جانیں — ہم سے بیکس تری رفعت کا علو کیا جانیں
تیری دولت تری ثروت کا علو کیا جانیں — فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

جو تمہارا ہے، وہ ہے اوج کب اور کو نصیب — ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں ملک در کے قریب
پلتے ہیں دامن رحمت میں تمہارے ہی غریب — میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

وہ جہاں پر ترے اکرام وہ تیرے الطاف — تیرے دشمن نے بھی چاہا ہے تجھی سے انصاف
تجھ پہ جو ظلم کرے اسکی خطائیں ہوں معاف — چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

پیش کرتا ہے منور بھی شہا اُس کو شفیع — نہ ملا اور کوئی اسکے سوا اُس کو شفیع
جو ترا نازوں کا پالا ہے کیا اُس کو شفیع — تیرے دربار میں لاتا ہے رضا اُسکو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

# تضمین غزل حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی

ہاں دردِ عطا ہو مجھے وہ دردِ عطا ہو
جس درد کی دار و نہ کوئی تیرے سوا ہو
اِس طرح میں تڑپوں تو تڑپنے کا مزا ہو
دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

جو کچھ ہو عطا وہ مری حاجت سے سوا ہو
مُنہ مانگی مرادوں سے تسلی مری کیا ہو
کیا چاہے وہ تم سے جسے تم آپ ہی چاہو
میں کیوں کہوں مجھکو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

جلوے ترے نظروں میں ہوں بالیں پہ قضا ہو
تو چشم کریمی سے اِدھر دیکھ رہا ہو
اے کاش یہ حسرت مری پوری ہو تو کیا ہو
گر وقتِ اجل سر تری چوکھٹ پہ جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

ہو لاکھ مرے نامۂ عصیاں میں سیاہی
پیشی ہو نہ اس کی نہ فرشتوں کی گواہی
حاضر ہی نہ ہو مجرم محبوب الٰہی!
ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

ملتا ہے فقیروں کو در پاک سے ٹکڑا
ہے منتظرِ چشم کرم دیر سے منگتا
سُن لیجئے اِس اپنے منور کی بھی آقا
دے ڈالئے اپنے لبِ جان بخش کا صدقہ
اے چارۂ دل دردِ حسن کی بھی دوا ہو

# خمسہ

## غزل فصیح الملک داغ دہلوی

آپ ہیں خلق کے سلطان رسولِ عربی　　حکمِ حق آپ کا فرمان رسولِ عربی
آپ ایمان کی ہیں جان رسولِ عربی　　آپ کی شان ہے کیا شان رسولِ عربی
آپ پر جان ہے قربان رسولِ عربی

دونوں عالم سے بڑھایا یہ ہوا کس کو عروج　　عرشِ اعظم پہ بلایا یہ ہوا کس کو عروج
اپنا محبوب بنایا یہ ہوا کس کو عروج　　کس نے یہ مرتبہ پایا یہ ہوا کس کو عروج
ہوئے اللہ کے مہمان رسولِ عربی

بعد حق آپ دو عالم میں ہیں یکتا بیشک　　آپ جیسا نہ ہوا کوئی ۔ نہ ہوگا بیشک
کہنا اللہ کا ہے آپ کا کہنا بیشک　　ہے وہی حکمِ خداوند تعالیٰ بیشک
جو ہوا آپ کا فرمان رسولِ عربی

آپ بے مثل ہیں لاریب نہیں کوئی دلیل　　حکمِ حق میں کوئی چل ہی نہیں سکتی تاویل
تاجداروں کے شہنشاہ غریبوں کے کفیل　　آپ کا رتبہ ہے ایسا کہ جنابِ جبریل
آپ کے در کے ہیں دربان رسولِ عربی

## تضمین

# غزل حضرت شاہ منیرؒ

تخلیقِ جہاں ہے تیرے لئے تو روحِ روانِ عالم ہے
کیا شمس و قمر، کیا شام و سحر اک طرزِ بیانِ عالم ہے

توصیف تری اے باعثِ کل ہر دم بہ زبانِ عالم ہے
والشمس رخِ زیبا ہے ترا، تو نور فشانِ عالم ہے

واللیل ہے تیری زلفِ دوتا، تو راحتِ جانِ عالم ہے

افلاک ترے قدموں پہ جھکے اشجار نے تجھکو سجدہ کیا
کی جس نے تجھ سے سرتابی مردود ہوا ملعون ہوا

تو پرتوِ نورِ حقیقت ہے تھی بزمِ ازل میں تیری ضیا
بے پردہ ہوا جب حسن ترا یوسف نے کہا ما شاء اللہ

اک میں ہی نہیں شیدا تیرا ہر پیر و جوانِ عالم ہے

اے چارۂ سوزِ قلب و جگر تو دارو ہے ہر غم کیلئے
تو رہبرِ راہِ حقیقت ہے، ہر جاں کیلئے ہر دم کیلئے

ہے کورِ نظر میں تیری ضیا تو نور ہے چشمِ نم کیلئے
تو فخر ہوا آدم کیلئے تو رحمت ہے عالم کیلئے

تخلیق ہوا تو کرم کے لئے تو فیض رسانِ عالم ہے

جس نور میں رحمت کی جھلک اُس نور کو انساں کون کہے
تو جلوۂ شانِ رحمت ہے تو حسن و ضیائے فطرت ہے

جلوے ہیں ترے عالم عالم، عالم ہیں منور جلووں سے
قامت کا نہیں سایہ ہے ترے یہ عقل ہی کیا جو تجھ کو سمجھے

تو لاکھ بشر اپنے کو کہے، کچھ اور گمانِ عالم ہے

تضمین

# غزل مولانا ظفر علیخاں صاحب

جیسا کوئی ہوا ہے، نہ ہوگا تمہیں تو ہو | بعد از خدا بزرگ، وہ تنہا تمہیں تو ہو
محبوبِ کبریا شہ بطحا تمہیں تو ہو | دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو

ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

پہونچی نہ عقل جنّ و بشر جس مقام پر | ٹھہری نہ قدسیوں کی نظر جس مقام پر
ہے ختم دو جہاں کا سفر جس مقام پر | جلتے تھے جبرئیل کے پر جس مقام پر

اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو

بزم جہاں میں تم سے اجالا کیا گیا | کون و مکاں میں اک تمہیں یکتا کیا گیا
پیدا نہ کوئی دوسرا تم سا کیا گیا | سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا

سب نمایتوں کی غایتِ اولیٰ تمہیں تو ہو

مختارِ بزم کون و مکاں اور کون ہے | محبوبِ کردگارِ جہاں اور کون ہے
بالائے ہر یقین و گماں اور کون ہے | دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے

اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمہیں تو ہو

# تضمین غزل حاجی عبدالجامع صاحب جامی بدایونی

وہیں اکسیر ہے دکھ درد رنج و غم مٹانے کی — درِ سرکار سے ہوتی ہے حل مشکل زمانے کی
کوئی صورت تو کر پیدا وہاں تک جا کے آنیکی — ذرا سی خاک لا دے اے صبا اُس آستانے کی
یہی تدبیر ہے بگڑی ہوئی قسمت بنانے کی

نہ آتے وہ تو کچھ حاجت نہ تھی دنیا بنانیکی — اُنہیں کی ذات باعث ہے دو عالم کو سجانیکی
جہاں میں ہر زمانے نے خبر دی اُن کے آنیکی — نویدِ خیر مقدم تھی سجاوٹ ہر زمانے کی
ازل سے دھوم تھی سرکار کے تشریف لانے کی

سرِ میزان تمہیں تم ہو لبِ کوثر تمہیں تم ہو — شفیعِ دو جہاں تم خلق کے سرور تمہیں تم ہو
شہنشاہِ امم ہو دین کے رہبر تمہیں تم ہو — تمہیں پر آنکھ جاتی ہے سرِ محشر تمہیں تم ہو
تمہارے ہاتھ ہے بگڑی بنی سارے زمانے کی

جنازہ دوستو میرا نہ یونہی لیکے چل دینا — یہی میری وصیت ہے بس اتنا ساتھ کل دینا
پسِ مردن بہر صورت مری صورت بدل دینا — کفن پہناؤ تو خاکِ مدینہ منہ پہ مل دینا
یہی بس ایک صورت ہے خدا کو منہ دکھانے کی

درِ سرکار پر عاجز کوئی دیکھا نہ دیکھے گا — منوّر سا بھی کوئی مانگنے والا نہ دیکھے گا
تجھے سب کچھ ملیگا اور کوئی منگتا نہ دیکھے گا — ترا دستِ طلب جامی کبھی نیچا نہ دیکھے گا
ہوا کرتی ہے اونچی بھیک اونچے آستانے کی

# تضمین غزل حضرت عیش مینائی بدایونی

کیسی گذریگی سرِ راہ گذر کیا ہوگا
منزلیں سخت ہیں انجامِ سفر کیا ہوگا
سر پہ ہے بوجھ گناہوں کا مگر کیا ہوگا
حشر کے روز ہمیں خوف و خطر کیا ہوگا
ساتھ ہوں گے شہ کونین کے ڈر کیا ہوگا

دو قدم سامنے نزدیک ہی جنت ہوگی
بڑھ کے پی لیں گے اگر پیاس کی شدت ہوگی
سر پہ سایہ کئے سرکار کی رحمت ہوگی
ایسی کیا گرمیٔ خورشیدِ قیامت ہوگی
اور ہوگی تو ثناخوان کو ضرر کیا ہوگا

پہونچے افلاک پہ جنت کی فضا کو دیکھا
وسعتِ چرخ کو گردوں کی ہوا کو دیکھا
عرشِ اعظم پہ گئے نور و ضیا کو دیکھا
ہو گئی حد کہ شہ دیں نے خدا کو دیکھا
آپ سے بڑھ کے کوئی اہلِ نظر کیا ہوگا

حسرتِ دید میں اظہارِ تمنا کب تک
چل مدینے کی طرف صرف ارادہ کب تک
فرقتِ شہ میں دلِ زار کا رونا کب تک
غم حضرت میں یونہی جوششِ گریہ کب تک
آخر انجام ترا دیدۂ تر کیا ہوگا

اس حسن منور کو بھی ہمراہ لگاتے چلئے
ساتھ رکھا تھا تو اب راہ بتاتے چلئے
ان کے گلشن کی ہوا ساتھ میں کھاتے چلئے
عیشؔ طیبہ کی طرف خاک اڑاتے چلئے
پھینک بھی دیجئے سامانِ سفر کیا ہوگا

# "اے غریبوں کے نگہبان کہاں ہے آجا"

تیری امت ہے، پریشان کہاں ہے آجا
لٹ گیا قوم کا سامان کہاں ہے آجا
گھر کے گھر ہو چکے ویران کہاں ہے آجا
بیکسی میں ہیں مسلمان کہاں ہے آجا

اے غریبوں کے نگہبان کہاں ہے آجا

دہر سے کفر کی ظلمت کو مٹانے والے
او زمانے میں بڑی شان سے آنیوالے
مشعلِ نورِ حقیقت کے جلانے والے
ساری دنیا کو مسلمان بنانے والے

لیکے پھر ہاتھ میں قرآن، کہاں ہے آجا

دارِ فانی میں تجھے لاکے بٹھایا لیکن
تجھکو انسان کی صورت میں دکھایا لیکن
تو بھی انسان ہی کی شکل میں آیا لیکن
تجھکو اللہ نے انسان بنایا لیکن

ہم میں تجھسا کوئی انسان کہاں ہے آجا

تیری یکتائی کے قائل تھے زمانے والے
لائے ایمان سب ایمان نہ لانے والے
پردۂ بزمِ حقیقت کے اٹھانے والے
صورتِ خاص میں او عرش کے جانیوالے

شبِ معراج کے مہمان کہاں ہے آجا

ہے مصیبت میں ہر انسان، بڑی مشکل ہے
کشمکش میں ہیں مسلمان بڑی مشکل ہے
سخت الجھن میں ہے اب جان بڑی مشکل ہے
ہے منورؔ بھی پریشان بڑی مشکل ہے

تو ہی کر دے اسے آسان، کہاں ہے آجا

# "رُخِ احمدؐ کو آئینہ بنانے کا خیال آیا"

جب اپنے حسن کی محفل سجانے کا خیال آیا
چراغِ بزمِ امکاں کو جلانے کا خیال آیا

حریمِ ناز کے پردے اٹھانے کا خیال آیا
خدا کو نور جب اپنا دکھانے کا خیال آیا

رخِ احمدؐ کو آئینہ بنانے کا خیال آیا

اُنھیں کے واسطے پیدا کیا سارے زمانے کو
اُنھیں پر ختم فرمایا زمانے کے فسانے کو

سجی بزمِ جہاں محبوب کی عزت بڑھانے کو
سرِ محشر خدائی کو بلا بھیجا دکھانے کو

اُنہیں جب حشر میں دولہا بنانے کا خیال آیا

بلا کی بھیڑ تھی روزِ قیامت بزمِ محشر میں
نظر آتی تھی ہر سو اک مصیبت بزمِ محشر میں

اِدھر نکلا زباں سے نامِ حضرت بزمِ محشر میں
اِدھر پہونچے گنہگارانِ امت بزمِ محشر میں

اُدھر سرکار کو تشریف لانے کا خیال آیا

بلا کر عرش پر محبوب سے پوچھا گیا مانگو
تمہارے واسطے ہیں دو جہاں اے مصطفےٰ مانگو

عطا کر دوں اگر کچھ اور بھی اس کے سوا مانگو
شبِ اسرا کہا خالق نے ہو جو مانگنا مانگو

نبی کو اپنی امت بخشوانے کا خیال آیا

بھکاری نے جب اُن کے اِک نظر انکی طرف دیکھا
بر آئیں آرزوئیں دل کی گر انکی طرف دیکھا

زباں سے کچھ نہ نکلا تھا مگر انکی طرف دیکھا
منوّرؔ میں نے گھبرا کر اِدھر انکی طرف دیکھا

اُدھر انکو مری بگڑی بنانے کا خیال آیا

# دعا کو ہاتھ اٹھے ہوں سامنے روضہ کی جالی ہو

وہ بیکس جسکا کوئی سارے عالم میں نہ والی ہو
ادب سے سر جھکا کر حاضر دربارِ عالی ہو

دعا کو ہاتھ اُٹھے ہوں سامنے روضے کی جالی ہو
توسل شرط ہے پہلے ترے در کا سوالی ہو

مرا ذمہ اگر پھر اُس گدا کا ہاتھ خالی ہو

یہ حسرت ہے کہ جب ہو شوق دم ہو یا رسول اللہ
مری جانب تری چشم کرم ہو یا رسول اللہ

مری گردن در اقدس پہ خم ہو یا رسول اللہ
میرا سر ہو ترا نقشِ قدم ہو یا رسول اللہ

جبینِ شوق ہو میری. ترا دربارِ عالی ہو

مرا ہر موئے تن پامال ہو تیری محبت میں
پس مردن مری مٹی نہ رکھی جائے تربت میں

یہ تھوڑی خاک رہ جائے لپٹ کر بابِ رحمت میں
سپیدی میری پتلی کی بکھرے دربارِ حضرت میں

مری آنکھوں کا جالا ہو ترے روضے کی جالی ہو

بھکاری ہو مگر کوئی صدا اس کی نہیں سنتا
کرے وہ التجا لاکھ التجا اس کی نہیں سنتا

کرم اس پر نہیں ہوتا دعا اس کی نہیں سنتا
نہ دے جو واسطہ تیرا خدا اس کی نہیں سنتا

نہ ہو تو جس کا والی کون اس بیکس کا والی ہو

نہ طالب لعل و گوہر کا نہ میں زر کا بھکاری ہوں
ازل ہی سے جمالِ روئے انور کا بھکاری ہوں

بھکاری کیوں کہوں خود کو ترے در کا بھکاری ہوں
بھکاری ہوں منور اور بھرے گھر کا بھکاری ہوں

نہ میرا ہاتھ خالی ہے نہ میرا ہاتھ خالی ہو

# "میرے آقا مرے سرکار مدینے والے"

سب رسولوں کے ہیں سردار مدینے والے
دونوں عالم کے ہیں مختار مدینے والے

ہم غریبوں کے ہیں غم خوار مدینے والے
ہیں خدائی کے مددگار مدینے والے

میرے آقا، مرے سرکار مدینے والے

ایک سے ایک ہے رتبے میں بلند اور برتر
کم کہا جائے کسے اور کسے سمجھیں بہتر

بعدِ سلطانِ رسل ہے کوئی ان جیسا بشر
چار یارانِ نبی چار تھے کہنے کو مگر

جانِ عالم تھے یہی چار مدینے والے

چارۂ سوزِ نہاں رہبرِ ابن آدم
راحتِ قلب و جگر مونسِ افکار و الم

حق کے محبوب دو عالم کے محب، بحرِ کرم
شافعِ حشر، شہنشاہِ جہاں شاہِ امم

مصطفےٰ احمدِ مختار مدینے والے

تو وہ سالار کہ نصرت ترے چھوتی تھی قدم
تو وہ ممتاز کہ معذور تھے سب اہلِ حشم

رہ گیا تجھ سے ترے دین کے لشکر کا بھرم
فتح مکہ ترا اعجاز تھا یا شاہِ اُمم

بھاری لاکھوں پہ تھے دو چار مدینے والے

گلشنِ خلد میں حورانِ جناں تک پہنچے
پھر مری نعت فرشتوں کی زباں تک پہنچے

کیا عجب گوشِ شہ کون و مکاں تک پہنچے
اے سرور مری آواز کہاں تک پہنچے

ہوں اگر ساتھ میں دو چار مدینے والے

# "خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے"

جہاں میں شور اک صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا ہے
یہاں جو ہے تمنائی حبیبِ کبریا کا ہے

زمیں سے آسماں تک فیضِ اُس دولت سرا کا ہے
وہ محبوبِ خدا ہیں اور کل عالم خدا کا ہے

خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے

کرے وہ خوف جو بندہ نہ ہو اس بندہ پرور کا
غلاموں کو وسیلہ مل گیا محبوبِ داور کا

سہارا ہے ہمیں تو دامنِ آلِ پیمبر کا
سرِ محشر گنہگاروں کو کیا غم مہرِ محشر کا

گنہگاروں پہ سایہ شافعِ روزِ جزا کا ہے

نہ کوئی اپنا قصہ ہے نہ کوئی داستاں اپنی
انہیں کے واسطے گویا دہن میں ہے زباں اپنی

نہ گھر اپنا نہ در اپنا، نہ کوئی شے یہاں اپنی
نہ سر اپنا، نہ تن اپنا، نہ دل اپنا، نہ جاں اپنی

ہمارے پاس جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے

سرِ عرشِ بریں دعوت حبیبِ کبریا کی ہے
جناں میں منتظر ہر آنکھ ان کے نقشِ پا کی ہے

حکومت دونوں عالم میں شہ ہر دوسرا کی ہے
زمیں پر دھوم اک صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کی ہے

فلک پر شور اک یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ کا ہے

جو ان کا ہو گیا وہ پھر کسی کا ہو نہیں سکتا
کوئی زنگ اس پہ جم جائے پھر ایسا ہو نہیں سکتا

جہاں میں اس سے بہتر کوئی نقشہ ہو نہیں سکتا
یہ آئینہ کسی صورت سے دھندلا ہو نہیں سکتا

منور میرے دل میں عکس اُن کے نقشِ پا کا ہے

# دھوپ میں بھی تری دیوار کے سائے نہ گئے

جو ترے در سے بڑھے پھر وہ گھٹائے نہ گئے
ہیں یہ وہ نقشِ حقیقت جو مٹائے نہ گئے

خاکِ پا بن کے جو بیٹھے وہ اٹھائے نہ گئے
پرتوِ مہر سے یہ عکس مٹائے نہ گئے

دھوپ میں بھی تری دیوار کے سائے نہ گئے

مرتبے ہیں جو بشر کے وہ ملک کیا جانیں
ارضِ طیبہ کو جو نسبت ہے فلک کیا جانیں

خلد والے ترے گلشن کی مہک کیا جانیں
مہر و مہ عارضِ رحمت کی چمک کیا جانیں

جو تری جلوہ گہہ ناز میں آئے نہ گئے

نہ یہ وہ نور نہ وہ حسن، نہ وہ ہریالی
نہ وہ پتے نہ وہ شاخیں نہ وہ گل کی ڈالی

باغِ جنت نظر آیا مجھے خالی خالی
میں نے جن آنکھوں سے چومی تھی سنہری جالی

پھول جنت کے ان آنکھوں سے لگائے نہ گئے

باغِ طیبہ کی بہاروں نے کیا تھا مدہوش
مے وحدت کے سہاروں نے کیا تھا مدہوش

چشمِ ساقی کے اشاروں نے کیا تھا مدہوش
جن کو ان مست نظاروں نے کیا تھا مدہوش

ہوش آیا بھی تو پھر ہوش میں پائے نہ گئے

حسرتِ گلشنِ طیبہ نے کھلائے ہیں وہ باغ
بوئے گلزارِ مدینہ سے معطر ہے دماغ

مل رہا ہے اسی مٹی سے ترے در کا سراغ
ہیں منور تہہ مدفن تری یادوں کے چراغ

یہ دیئے سانس کے جھونکوں سے بجھائے نہ گئے

# محمدؐ کو ہم بیقراروں میں دیکھو

اُنھیں چاند میں اور نہ تاروں میں دیکھو
نہ فردوس کے گل عذاروں میں دیکھو
نہ جنّت کی طرفہ بہاروں میں دیکھو
محمدؐ کو ہم بے قراروں میں دیکھو
اُنھیں اُن کے امیدواروں میں دیکھو

نہ وہ عیش کی محفلوں میں ملیں گے
نہ راحت طلب محملوں میں ملیں گے
نہ فرحت فزا منزلوں میں ملیں گے
ملیں گے تو ٹوٹے دِلوں میں ملیں گے
جو دیکھو تو ہم سوگواروں میں دیکھو

نہ وہ خلق کے بادشاہوں میں ہوں گے
نہ دنیا کی آرام گاہوں میں ہوں گے
سِسکتی سِسکتی نگاہوں میں ہوں گے
تڑپتے ہوئے دل کی آہوں میں ہوں گے
وہ ہوں گے مصیبت کے ماروں میں دیکھو

کہیں بے نواؤں کی دنیا پہ چھائے
کہیں ناتوانوں کا خود بوجھ اُٹھائے
غریبوں ضعیفوں کی ہمت بڑھائے
یتیموں کو سینے سے اپنے لگائے
اُنھیں فاقہ کش روزہ داروں میں دیکھو

منوّر منوّر فضاؤں میں ہیں وہ
معطّر معطّر ہواؤں میں ہیں وہ
نسیمِ سحر کی اداؤں میں ہیں وہ
مزیّن گلوں کی قباؤں میں ہیں وہ
مدینے کی رنگیں بہاروں میں دیکھو

## "مگر اُن تک پہونچ جاتی ہے وہ آواز رکھتا ہوں"

جگر صد چاک دل ٹکڑے شکستہ ساز رکھتا ہوں ۔۔۔ بڑا دیوانہ ہوں وحشت کے سب انداز رکھتا ہوں

ذرا ملحوظ آدابِ نیاز و ناز رکھتا ہوں ۔۔۔ زباں خاموش ہے جو بر بنائے راز رکھتا ہوں

مگر اُن تک پہنچ جاتی ہے وہ آواز رکھتا ہوں

سرِ تسلیم خم سوئے حریمِ ناز رکھتا ہوں ۔۔۔ نگاہیں گنبدِ خضرا کی جانب باز رکھتا ہوں

مدینے تک رسائی کے بھی کچھ انداز رکھتا ہوں ۔۔۔ یہ دل ٹوٹا ہوا سا ہے شکستہ ساز رکھتا ہوں

مگر اِک درد میں ڈوبی ہوئی آواز رکھتا ہوں

شبِ غم کا اندھیرا جب مری آنکھوں پہ چھاتا ہے ۔۔۔ خیالِ ماہِ طیبہ رُوح روشن کرنے آتا ہے

مریضِ ہجر ساری کلفتوں کو بھول جاتا ہے ۔۔۔ یہ دل فرقت میں اُن کے درد سے تسکین پاتا ہے

نہ حاجت ہے دواؤں کی نہ چارہ ساز رکھتا ہوں

اگر چاہوں تو دنیا کو ہلا سکتا ہوں آہوں سے ۔۔۔ مگر دل کانپ جاتا ہے گزرتے تیری راہوں سے

کوئی آساں نہیں ہے ربط ایسی جلوہ گاہوں سے ۔۔۔ ترے روضے کی جالی چومتا ہوں تو نگاہوں سے

یہاں تک پاس آدابِ حریمِ ناز رکھتا ہوں

اجل کی نذر کرنا ہی پڑے گا جسمِ لاغر کو ۔۔۔ مگر یہ تو نہ ہوگا چھوڑ دوں مر کر بھی اُس در کو

جدا ہوں اس چمن سے اے منوّر صرف دم بھر کو ۔۔۔ پس مردن اڑا لے جائیگی خود روحِ مضطر کو

مدینے کے درختوں کی ہوا سے ساز رکھتا ہوں

# "سایۂ رحمت"

جب ترا خالقِ عالم نے بنایا سایہ
عرش نے دیکھ کے آنکھوں سے لگایا سایہ

شانِ رحمت کا ترے قد پہ جو پایا سایہ
ساتھ رہنے کی ترے تاب نہ لایا سایہ

اس لئے ساتھ ازل ہی سے نہ آیا سایہ

جب ترے قد کا ترے قد سے ملایا سایہ
قدِ زیبا سے بھی بڑھتا نظر آیا سایہ

آپ دیکھا تو کسی کو نہ دکھایا سایہ
خود ترا دامنِ رحمت نے چھپایا سایہ

تھا تو یوں تھا کہ کوئی دیکھ نہ پایا سایہ

سر سے پا تک جو ترے جسمِ حسیں پر پڑتا
وہ تجھے چھوڑ کے کیوں اور کہیں پر پڑتا

فرش سے جا کے وُہی عرشِ بریں پر پڑتا
ساتھ دنیا میں جو آتا تو زمیں پر پڑتا

جانتا تھا قدِ محبوب کا پایا سایہ

جب قیامت میں قیامت کی مصیبت ہوگی
جوش پر گرمیٔ خورشیدِ قیامت ہوگی

ہم گنہگاروں کے سر پر تری رحمت ہوگی
روزِ محشر ترے سایہ میں یہ اُمت ہوگی

جب پکاریں گے گنہگار کہ سایا سایہ

کوئی ہمدرد نہ تھا جس سے ملائیں آنکھیں
جسکی آنکھوں پہ نظر ڈالی بھر آئیں آنکھیں

جس نے دیکھا مرے سائے سے بچائیں آنکھیں
دھوپ ہی دھوپ تھی جس سمت اٹھائیں آنکھیں

صرف اُس در پہ مُنوّر نظر آیا سایہ

# خمسہ

## "مٹی مدینے کی"

منور رشکِ کوہِ طور ہے مٹی مدینے کی — چراغِ خانۂ منصور ہے مٹی مدینے کی
دوائے ہر دلِ رنجور ہے مٹی مدینے کی — نہ جانے کس قدر پُر نور ہے مٹی مدینے کی
ضیا بخشِ نگاہِ حور ہے مٹی مدینے کی

بسِ مردن یہی ہو بس مری پوشاک کی چادر — ملے گر خاکِ راہِ سیدِ لولاک کی چادر
اڑا لا جا کے طیبہ کے غبارِ پاک کی چادر — مری مٹی پہ لا کر ڈال دے اُس خاک کی چادر
صبا تیرے لئے کیا دور ہے مٹی مدینے کی

بہر صورت کوئی ان میں سے ہو ایک اک سے برتر ہے — نجف اور کربلا کی خاک دنیا کے سروں پر ہے
زمیں بغداد کی بھی افضل و اعلیٰ ہے اطہر ہے — مری مٹی جو اُس مٹی میں مل جائے تو بہتر ہے
کہ اُس مٹی سے تھوڑی دور ہے مٹی مدینے کی

منور خاص ہوں اک میں بھی سرکارِ رسالت میں — بروزِ محشر بلایا جاؤں گا دربارِ رحمت میں
یقیناً میرے حق میں فیصلہ ہو گا قیامت میں — اگر پوچھا گیا طیبہ کو جائیگا کہ جنت میں
تو کہہ دونگا مجھے منظور ہے مٹی مدینے کی

# خمسہ

## شانِ مدینے والے کی

تنویر یہ دونوں عالم ہیں قربان مدینے والے کی
اللہ غنی کیا رتبہ ہے کیا شان مدینے والے کی
توصیف ملائک کرتے ہیں ہر آن مدینے والے کی
تعریف میں حق نے بھیجا ہے قرآن مدینے والے کی
کیا مدح و ثنا کر سکتا ہے انسان مدینے والے کی

انوار کی رخ پر تابانی جلووں سے وہ روشن پیشانی
خورشید قیامت دیکھے تو ہو جائے وہیں پانی پانی
وہ شکل وہ حسنِ رحمانی وہ جسم وہ جامہ لاثانی
وہ دوش پہ چادر نورانی وہ فرق پہ تاجِ سلطانی
محشر میں نرالی ہے سب سے پہچان مدینے والے کی

سجدوں کو عطا فرمایا ہے حق نے درِ سرور میرے لئے
رحمت کے خزانے کھولے گی رحمت سرِ محشر میرے لئے
طیبہ کی بہاریں میرے لئے جنت کے گل تر میرے لئے
دنیا بھی منور میرے لئے عقبیٰ بھی منور میرے لئے
شاہی ہے دو عالم میں میرے سلطان مدینے والے کی

# "بصد ادب پھر سلام میرا حریم خیر البشر سے کہنا"

صبا جو اس گلستاں سے گذرے کبھی شہ بحر و بر سے کہنا　　جو میری حالت ہے دیکھتی جا یہی مرے چارہ گر سے کہنا

کبھی ذرا اس طرف بھی اٹھ جا مرے نبی کی نظر سے کہنا　　مچل رہا ہوں دیارِ غم میں یہ جاکے اس رہگذر سے کہنا

جبیں میں سجدے تڑپ رہے ہیں مدینے والے کے در سے کہنا

ادب سے جاکے سوئے مدینہ پہونچ کے تا آستانِ عالی　　چڑھا کے روضے پہ مصطفےٰ کے مری مرادوں کی پاک ڈالی

دکھا کے آقائے دو جہاں کو دعاؤں کی گود خالی　　جھکا کے نظریں پکڑ کے پردے لگا کے آنکھوں سے جالی

بصد ادب پھر سلام میرا حریم خیر البشر سے کہنا

شکستہ پا تھی دریدہ دامن دیارِ آقا میں جو گئی ہے　　کسی نظارے پہ کھو کے نظریں وہیں کہیں جذب ہو گئی ہے

تھکی مسافر تھی چین پاکر نبی کے روضہ پہ سو گئی ہے　　اثر کو خود ڈھونڈنے گئی تھی وہ خود وہاں جاکے کھو گئی ہے

مری دعا کو تلاش کرلے مری دعا کے اثر سے کہنا

نہیں ہے اب اور کوئی چارہ بجز دیارِ حبیبِ داور　　اگر وہ چاہیں تو دو گھڑی میں بدل دیں بگڑا ہوا مقدر

دکھائے جاکر کسے یہ حالت جھکا کے آستاں پہ یہ سر　　بڑی تمنا میں جی رہا ہے ترے کرم کی ترا منور

بلاکے جلووں کی بھیک دیدے یہ میرے آقا کے در سے کہنا

# خدا سے محمدؐ کا در مانگ لایا

ازل سے وہی رہگذر مانگ لایا
بھکاری ہوں داتا کا گھر مانگ لایا
مسافر ہوں زادِ سفر مانگ لایا
درِ حق سے سجدوں کو سر مانگ لایا

خدا سے محمدؐ کا در مانگ لایا

زمانے سے اب کوئی حاجت نہو گی
بھکاری کو اُن کے ضرورت نہو گی
کوئی چیز اب مجھکو نعمت نہو گی
کبھی کم مرے گھر کی دولت نہو گی۔

ترے در سے بھیک اس قدر مانگ لایا

درِ شہ پہ لیکر گئی تھیں خطائیں
مری آرزوئیں، مری التجائیں۔
جہاں چل رہی تھیں کرم کی ہوائیں
گیا تھا وہاں مانگنے کو دعائیں

دعائیں نہ مانگیں اثر مانگ لایا

گنہگار کے سر پہ ہے اُن کا داماں
جو ہیں اپنی امّت کے خود ہی نگہباں
بظاہر ہیں حد سے سوا میرے عصیاں
نہ تھا حشر میں کوئی بخشش کا ساماں

منوّر میں اک چشمِ تر مانگ لایا

# خلق کے سردار کیا کہنا ترا

خلق کے سردار کیا کہنا ترا　　قافلہ سالار کیا کہنا ترا
اے شہِ ابرار کیا کہنا ترا　　تجھ سے حق کو پیار کیا کہنا ترا
محرمِ اسرار کیا کہنا ترا

نام لیتے ہیں ترا سب صبح و شام　　کل جہاں تابع ترا عالم غلام
شافعِ محشر لقب ہے اور نام　　تجھ کو سب پہچانتے ہیں خاص و عام
احمدِ مختار کیا کہنا ترا

وہ شبِ معراج تھا رتبہ ترا　　تیرا ہمسر ہے، نہ ثانی دوسرا
عرش کے پردوں سے آتی تھی صدا　　خود محبت سے بلاتا تھا خدا
احمدِ مختار کیا کہنا ترا

چاند اور تارے جھکاتے ہیں جبیں　　مرحبا وہ در ترا جس کے قریں
آنکھیں ملتے ہیں جہاں روح الامیں　　چومتا ہے آسماں تیری زمیں
وہ تری سرکار کیا کہنا ترا

پاک ہو جائے مری فردِ عمل　　اُن سے پاؤں نعت گوئی کا یہ پھل
اے منورؔ میں سناؤں یہ غزل　　جا کے اُن کے سامنے محشر میں کل
خود کہیں سرکار کیا کہنا ترا

# خمسہ

کیا کہوں اور کہ اُس حسن میں کیا رکھا ہے — خود خدا نے اُسے محبوب بنا رکھا ہے

کیوں نہو اُس کا ہر انداز نیاز رکھا ہے — کچھ عجب نام محمدؐ میں مزا رکھا ہے

جس کو ہر ایک نے سینے سے لگا رکھا ہے

جن کے جلووں سے دو عالم کو سجا رکھا ہے — اُن کا دیدار قیامت پہ اٹھا رکھا ہے

اس پہ ساری خدائی کو لگا رکھا ہے — اُن کا ہر ایک کو دیوانہ بنا رکھا ہے

خود اُنھیں دامنِ رحمت نے چھپا رکھا ہے

عاصیو مفت میں کیوں شور مچا رکھا ہے — صرف اک بات کو افسانہ بنا رکھا ہے

حسن اک پردۂ رحمت نے چھپا رکھا ہے — اُن کے جلووں کو قیامت پہ اٹھا رکھا ہے

ورنہ پھر اور قیامت میں بھی کیا رکھا ہے

دیکھ لو سر پہ ہے دامانِ شفیعِ محشر — اب نہ لیجاؤ فرشتو مجھے پیشِ داور

ابرِ رحمت جو ذرا جوش سے برسا سر پر — بہہ گئی سب مرے عصیاں کی سیاہی دھلکر

اب مرے نامۂ اعمال میں کیا رکھا ہے

نہ مجھے گھر کی تمنا، نہ کوئی در میرا — حسرتِ دید لئے پھرتی ہے بستر میرا

ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ نقشِ قدم سر میرا — دل نہیں ہے مرے سینے میں منور میرا

درد ہے اُن کا جو سینے سے لگا رکھا ہے

# دو عالم کے والی

وہ جس نے درِ شہ پہ گدڑی بچھالی جسے مل گیا مصطفٰےؐ جیسا والی
سوالی نہیں اُن کے در کا سوالی اِدھر اِن کا دامن اُدھر ان کی جالی
نہ یہ ہاتھ خالی، نہ وہ ہاتھ خالی

تصوّر میں ہے تیرا دربارِ عالی نگاہوں میں ہے تیرے روضے کی جالی
ترے در پہ بیٹھا ہوں بنکر سوالی مدینے کے آقا۔ دو عالم کے والی
مجھے بھیک دے میرا دامن ہے خالی

تجلّی سے دونوں جہاں جگمگائیں فرشتے جہاں فرشِ رحمت بچھائیں
جہاں آکے جبریل گردن جھکائیں وہ گلزارِ طیبہ ملک جس میں لائیں
درودوں کے گجرے سلاموں کی ڈالی

بہارِ گلستانِ محبوبِ داور جہاں سر بہ سجدہ مہ و مہر و اختر
نمازیں زمیں پر سلام آسماں پر فضائے مدینہ وہ اللہ اکبر
جہاں گونجتی ہے اذانِ بلالی

شہنشاہ کونین۔ محبوبِ داور شفیعُ امم۔ حامیِ روزِ محشر
منم بینوایم توئی بندہ پرور خوشا قسمتِ من کہ ہستم منوّر
نمک خوارِ دربارِ سرکارِ عالی

# بن کے رہ جاؤں

تماشا گاہِ عالم میں تماشا بن کے رہ جاؤں | سراپا عکسِ حسنِ روئے زیبا بن کے رہ جاؤں
یہ کیوں چاہوں کہ اک پتھر کا ٹکڑا بن کے رہ جاؤں | مجھے حیرت سے وہ دیکھیں کچھ ایسا بن کے رہ جاؤں

بہ الفاظِ دگر آئینہ اُن کا بن کے رہ جاؤں

نہیں ثانی کوئی جن کا جنھیں یکتا بنایا ہے | خدا نے جن کو مالک دونوں عالم کا بنایا ہے
کچھ آگے کہہ نہیں سکتا انھیں کیا کیا بنایا ہے | وہی ہاں وہ، جنھیں اللہ نے اپنا بنایا ہے

مجھے اپنا بنا لیں وہ انھیں کا بنکے رہ جاؤں

پتہ میرا زمانے میں لگا کوئی نہیں سکتا | پہونچ جاؤں جو اُس در تک تو پا کوئی نہیں سکتا
پہونچکر پھر کہاں پہونچوں بتا کوئی نہیں سکتا | یہ ممکن ہے کہ مٹ جاؤں اٹھا کوئی نہیں سکتا

میں اس کوچے میں اک نقشِ کفِ پا بن کے رہ جاؤں

تری الفت کے نغمے ہیں فرشتوں کی زبانوں پر | کرم کی تیرے بارش ہو رہی ہے دو جہانوں پر
گھٹا رحمت کی چھائی ہے زمینوں آسمانوں پر | کچھ اس انداز سے بکھرے ہیں گیسو تیرے شانوں پر

دلِ صد چاک مچلا ہے کہ شانہ بنکے رہ جاؤں

منوّر کاش پہونچا دے مقدر ان کے روضے پر | جو اک سجدہ بھی ہو جائے میسر ان کے روضے پر
پہونچ جائے کسی صورت سے یہ سر ان کے روضے پر | جبینِ شوق کو ضد ہے کہ جھک کر ان کے روضے پر

نہ اٹھوں پھر کبھی اک نقشِ سجدہ بن کے رہ جاؤں

## پردہ

# "معراجِ رسول"

گئے خلوت میں وہ عرشِ الٰہی کا اٹھا پردہ
کہ دونوں طالب و مطلوب تھے دونوں میں کیا پردہ

نیاز و ناز کے پردہ میں دیکھا یہ نیا پردہ
شبِ اسرا احد میں اور احمدؐ میں نہ تھا پردہ

برائے نام تھا دونوں میں بس اِک میم کا پردہ

گئے تو اور بھی لیکن نہ تا عرشِ بریں پہونچے
حریمِ ناز میں بس رحمت اللعالمیں پہونچے

بشر کی تو حقیقت کیا ملائک بھی نہیں پہونچے
شبِ معراج جب وہ خاص پردے کے قریں پہونچے

صدا پردے سے آتی تھی کہ آؤ ہو چکا پردہ

کھڑے تھے خیر مقدم کو کہیں غلماں کہیں حوریں
خبر تھی آمد آمد کی بہت بےچین تھیں حوریں

جناں میں منتظر تھیں دید کی خلوت نشیں حوریں
درِ جنت پہ جب ٹھہرے نبی کہنے لگیں حوریں

چلے بھی آؤ گھر والے ہو گھر والوں سے کیا پردہ

خجل تھے پیشِ داور ان کے عاصی سخت حیراں تھے
لکھے اعمالناموں میں فقط عصیاں ہی عصیاں تھے

وہ حالت تھی کہ دل کے حال چہروں سے نمایاں تھے
گنہگارانِ امت حشر میں سر در گریباں تھے

نبی کے دامنِ رحمت کے صدقے رکھ لیا پردہ

حقیقت آپ اپنے راز سے آگاہ ہوتی ہے
کبھی خالی نہیں جاتی جو دل سے آہ ہوتی ہے

حقیقی ہو تو پھر دونوں طرف سے چاہ ہوتی ہے
منوّرؔ سچ تو یہ ہے دل سے دل کو راہ ہوتی ہے

اِدھر میری نظر اٹھی اُدھر رخ سے اٹھا پردہ

## ولادتِ اقدس

## سید الانبیا احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بارھویں ربیع الاول شریف کی مبارک صبح چمکی۔ جسکی خوشی میں دربارِ ربی سے مرادیں عطا ہو رہی ہیں ایک ٹوٹا ہوا دل جذباتِ عقیدت اس طرح پیش کرتا ہے کہ دریائے رحمت جوش میں آکر تشنہ کامانِ محبت کی پیاس بجھاتا ہے اور در و دیوار سے صدا بلند ہوتی ہے

جہاں میں فجور ہے ہر سو وہ آتے ہیں وہ آتے ہیں — جو آکر دین کا ڈنکا بجاتے ہیں وہ آتے ہیں

فرشتے آگے آگے کہتے آتے ہیں وہ آتے ہیں — ملائک راہ میں آنکھیں بچھاتے ہیں وہ آتے ہیں

چراغاں کیا کریں گے آکے تارے اُنکی محفل میں — یہ تارے روشنی خود جن سے پاتے ہیں وہ آتے ہیں

جنھیں سُننا تو آتا ہے بُرا کہنا نہیں آتا! — بُرا سنتے ہیں جو اور مسکراتے ہیں وہ آتے ہیں

بٹا کرتی ہے دونوں وقت نعمت جنکی عالم میں — جو دو دو دن میں صرف اک وقت کھاتے ہیں وہ آتے ہیں

جسے چاہیں اُسے کون و مکاں کی سلطنت دیدیں — جو خود پتے کھجوروں کے بچھاتے ہیں وہ آتے ہیں

خدائی بھر میں کوئی چیز جو اپنی نہیں کہتے — جنھیں دونوں جہاں اپنا بتاتے ہیں وہ آتے ہیں

شبِ معراج جاتی ہے سواری عرش پر جنکی — جنھیں روح الامیں دولہا بناتے ہیں وہ آتے ہیں

ہمیشہ یاد رہتی ہے جنھیں ہر ایک کی نیکی — بھلائی کر کے جو خود بھول جاتے ہیں وہ آتے ہیں

لحد میں، پل پہ، میزانِ عمل پر، بزمِ محشر میں — جو ہر مشکل میں سب کے کام آتے ہیں وہ آتے ہیں

منوّر ایسی کیا بگڑی ہے تیری بن ہی جائے گی

جو ہر بگڑی ہوئی قسمت بناتے ہیں وہ آتے ہیں

# ساقی نامہ قیام اور سلام

دل اور جگر میں آگ لگی وہ دھواں اٹھا ساقی اُٹھ اور جامِ مئے ارغواں اٹھا

سرمستیوں سے کھیل رہی ہے بہار آج چھائی ہوئی ہے رحمتِ پروردگار آج

ہر گل ہے اک شراب کا کاسہ لئے ہوئے سارا چمن ہے ایک پیالا لئے ہوئے

ہوگی یہیں کہیں، کہیں آئے نظر تو لا ساقی کہاں گئی مری بوتل اِدھر تو لا!

روحِ دوام میرے کٹورے میں ڈال دے آبِ بقا سے میرا پیالا کھنگال دے

آ۔ اور آفتاب کو ہالے میں لوٹ دے میخانہ لاکے میرے پیالے میں لوٹ دے

جامِ تعینات میں جتنی بھی آسکے مینائے ممکنات میں جتنی سما سکے

صد رشکِ برقِ طور کہیں جس کو وہ شراب دونوں جہاں کا نور کہیں جس کو وہ شراب

رازِ نیاز والوں کے پینے کی چاہئے بغداد کی نجف کی مدینے کی چاہئے

مہنگی ہے جو یہاں وہاں سستی ہے وہ شراب جو کربلا میں روز برستی ہے وہ شراب

پرنور ہے جہان وہ یومِ سعید ہے مولودِ مصطفےٰ کی زمانے میں عید ہے

پیدا ہوا وہ جس کے لئے کل جہاں بنا جس کے لئے زمین بنی آسماں بنا

بیمارِ شامِ ہجر کی امید آگیا آغوشِ صبحِ نور میں خورشید آگیا

ذروں کی آس چاند ستاروں کی آرزو صحنِ چمن کی جان بہاروں کی آرزو

محبوبِ خاص حسن میں بےمثل و لاجواب مکّے کا آفتاب مدینے کا ماہتاب

کُل عالمِ وجود کی رنگت بدل گئی
دنیا تمام نور کے سانچے میں ڈھل گئی

ذرّے زمیں کے چرخ کے تارے چمک اُٹھے
دونوں جہان نور کے مارے چمک اُٹھے

پھولوں کے سر جھکے ہیں زباں کھولتے نہیں
غنچوں کے لب کھُلے ہیں مگر بولتے نہیں

سر اس لئے جھکے ہیں کہ شوقِ سجود ہے
لب اس لئے کھُلے ہیں کہ منہ میں درود ہے

جنّ و ملک ہیں فرش پہ سارے جھکے ہوئے
آداب کو ہیں عرش کے تارے جھُکے ہوئے

قدسی صفیں بنائے کھڑے ہیں ادب کے ساتھ
جبریل بھی سلام کو حاضر ہیں سب کے ساتھ

تعظیم کو بہشت کی حوریں بھی جھک گئیں
تسلیم کو عرب کی کھجوریں بھی جھک گئیں

## سلام

اے بدر اور حنین کے سردار السلام
اے بیکسوں کے قافلہ سالار السلام

اے جلوہ گاہِ طور کے خورشید السلام
اے حضرتِ کلیم کی امید السلام

اے خانۂ خدا کے نگہبان السلام
اے وادی السلام کے مہمان السلام

اے التجائے کوثر و تسنیم السلام
اے ثمرۂ دعائے براہیم السلام

اے نورِ چشم دیدۂ یعقوب السلام
اے آرزوئے حضرتِ ایوب السلام

بر خاکِ درگہِ تو جبینِ نیازِ ما
قرباں بہ یک نگاہِ تو عمرِ درازِ ما

# تضمین سلام نورانی

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک

جب گھٹا ہو غم کی چھائی | آفتیں ہوں سر پہ آئی
تنگ ہو جائے خدائی | ملکے دیں یوں سب دہائی

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

اب مسلماں غم کے مارے | تنگ ہیں جینے سے پیارے
سخت مشکل ہیں گذارے | پھیر دو پھر دن ہمارے

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

بڑھ گئے غم جلد آؤ | دکھ کرو کم جلد آؤ
گھٹ گیا دم جلد آؤ | لٹ گئے ہم جلد آؤ

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوٰۃ اللہ علیک

درد کے ماروں کی سن لو! | اپنے لاچاروں کی سن لو
ان خطاواروں کی سن لو | ہم گنہگاروں کی سن لو

یا نبی سلام علیک    یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک    صلوٰۃ اللہ علیک

غمزدہ نالوں کا صدقہ    نازکے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ    اُن کھلے بالوں کا صدقہ

یا نبی سلام علیک    یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک    صلوٰۃ اللہ علیک

غمزدہ ناشاد ہیں ہم    مائلِ فریاد ہیں ہم
بینوا برباد ہیں ہم !    قابلِ امداد ہیں ہم

یا نبی سلام علیک    یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک    صلوٰۃ اللہ علیک

خوش رہیں ایمان والے    شان والے آن والے
وہ جو ہیں قرآن والے    سارے پاکستان والے

یا نبی سلام علیک    یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک    صلوٰۃ اللہ علیک

مصطفیٰ محبوبِ داور    یا شفیعِ روزِ محشر
جانِ رحمت بندہ پرور    رحم برحالِ مُنوّر

یا نبی سلام علیک    یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک    صلوٰۃ اللہ علیک

# صبحِ عیدِ میلاد

صبحِ میلادِ نبی ہے کیا سہانا نور ہے
آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

بزمِ طیبہ کیسی نورانی ہے کتنا نور ہے
نور ہے پھر نور کس کا جو سراپا نور ہے

عرش نوری، فرش نوری ذرّہ ذرّہ نور ہے
نور کا دریا ہے ہر سمت چھایا نور ہے

ڈالی ڈالی نور کی ہے پتّہ پتّہ نور ہے
گُل کھلے ہیں نور کے گلشن میں مہکا نور ہے

میں تہی دامن ہوں داتا تیرے گھر کا نور ہے
لا الٹ دے آج اس دامن میں جتنا نور ہے

جگمگا اٹھے ہیں عرش و فرش و کرسی نور سے
اللہ اللہ کیا چمک کیا روشنی، کیا نور ہے

جذب ہے ہر چشمِ بینا میں اُسی سائے کا نور
نور کا سایہ نظر کیا آئے سایا نور ہے

تجھ سے پائی ہے تجلی چشمِ مہر و ماہ نے
تو وہ تارا ہے کہ اعلیٰ نور والا نور ہے

تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام
نورِ زمیں کا نور ہے، تو آسماں کا نور ہے

جس نے جو کچھ نور پایا سب تری سرکار سے
نور کی سرکار کا تو سب سے پہلا نور ہے

مصطفےٰ کے نور میں ہے ذاتِ باری جلوہ گر
مصطفےٰ کا نور یوں کہئے خدا کا نور ہے

اِس طرف بھی اک نگاہِ نور اے نورِ الٰہ
میں سراپا معصیت ہوں تو سراپا نور ہے

اے منوّر ایک میری ہی نظر پر بس نہیں
ہر نظر ہر آنکھ کے پردے میں اُس کا نور ہے

# سلام بہ دربارِ خیر الانام

عرض کر دے جا کے کوئی اُن بہاروں کو سلام
جو کیا کرتی ہیں طیبہ کے نظاروں کو سلام

اے صبا سوئے مدینہ ہو اگر تیرا گذر
پیش کر دینا مرا اُن رہگذاروں کو سلام

سبز گنبد پر بچھاتا ہے جو شب بھر چاندنی
اُس فلک کو اُس فلک کے چاند تاروں کو سلام

صبح دم آتی ہیں جو روضے کی جالی چومنے
اُن ہواؤں کو فضاؤں کو بہاروں کو سلام

جس کے ذرّے ماہ و اختر ہیں نگاہِ طور میں
اُس زمیں کی خاک کو اُس کے مزاروں کو سلام

ہیں ابھی باقی جو دورِ شاہِ دیں دیکھے ہوئے
اُن پرانے مقبروں کی یادگاروں کو سلام

ذکر پر جن کے کیا کرتی تھیں سجدے مسجدیں
اُن نمازی عابدوں شب زندہ داروں کو سلام

دامنوں میں جنکے پڑھتے تھے کبھی غازی نماز
اُن فلک منزل منوّر کوہساروں کو سلام

جنکے سائے میں ٹھہرتے تھے مہاجر راہ گیر
اُن کھجوروں کے درختوں کی قطاروں کو سلام

جنکے دروازوں سے بٹتی ہیں جہاں کو نعمتیں
اُن شہنشاہوں امیروں تاجداروں کو سلام

گونجتی تھی عرش پر جنکی اذانوں کی صدا
صادق الایمان اُن طاعت گذاروں کو سلام

کملی والا جن میں لاتا تھا چرانے بکریاں
اُس بیاباں کو سلام اُن سبزہ زاروں کو سلام

نام ہیں جن کے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
آسمانِ دین کے اُن چار تاروں کو سلام

کربلا میں لا کے جن کا قافلہ لوٹا گیا
اُن مدینے کے بہتر شہسواروں کو سلام

آج تک جن کا منوّر ہر نظر میں نور ہے
اُس منوّر سبز گنبد کے نظاروں کو سلام

# غزل

خدا کے بعد نکلتا ہے منہ سے نام ترا
وظیفہ پڑھتی ہے مخلوق صبح و شام ترا

جو تجھ سے پہلے کوئی نام ہے تو نامِ خدا
خدا کے بعد کوئی نام ہے تو نام ترا

یہ مہر و ماہ تری رفعتوں کو کیا جانیں
مری نگاہ سے پوچھے کوئی مقام ترا

گناہگار ہوں مولا مجھے گناہ سے کام
گناہگار کی بخشش رہی وہ کام ترا

اب اس سے آگے رسائی نہیں خیالوں کی
حریمِ عرش تو معلوم ہے مقام ترا

یہ قربِ خاص کہ خالق نے اپنے نام کے ساتھ
درِ قبول پہ لکھا ہے صرف نام ترا

تری زباں سے وہ نکلا جو حق نے فرمایا
کلامِ حق ہے خدا کی قسم کلام ترا

زبان دھوتے ہیں پہلے وہ پھول شبنم سے
سحر کے وقت جو لیتے ہیں اُٹھ کے نام ترا

خوشا نصیب منوّر بہ فیضِ نعتِ رسول
قبولِ بارگہِ حق ہوا کلام ترا !

# "ستارے نور کے"

چاند سورج نور کے ہیں سب ستارے نور کے
عکس ہیں یا مصطفٰے سارے تمہارے نور کے

نور کے پانی سے منہ دھوئیں ستارے نور کے
نور کی سرکار میں بہتے ہیں دھارے نور کے

اک ترے پرتو سے چمکے سب شرارے نور کے
دونوں عالم جگمگا اٹھے ہیں ہارے نور کے

فرش پر گل چرخ پر سب چاند تارے نور کے
جس طرف چاہیں کریں آنکھیں نظارے نور کے

عرش پر جڑ دے کے آئینے تمہارے نور کے
چشم رحمت آپ کرتی ہے نظارے نور کے

نور والا ہے خدا تم ہو پیارے نور کے
جو خدا کے نور کے وہ سب تمہارے نور کے

عرش پر جا کر کئے تم نے نظارے نور کے
دونوں عالم ہو گئے قائل تمہارے نور کے

روضۂ اقدس پہ کر اے دل نظارے نور کے
نور کے گھر میں در و دیوار سارے نور کے

نور کے شانے سے کیا گیسو سنوارے نور کے
اے سراپا نور دل صدقے تمہارے نور کے

ہیں ازل سے جلوہ افگن سب شرارے نور کے
آج تک ڈوبے نہ ڈوبیں گے ستارے نور کے

میں سراپا معصیت تم اک ستارے نور کے
اس طرف بھی اک نگاہِ نور پیارے نور کے

دل میں ہیں یا مصطفٰے جلوے تمہارے نور کے
بزم نوری میں منور ہیں ستارے نور کے

# جب تم مری سن لوگے تو سُن لے گا خدا بھی

ہر دل کی تسلّی بھی ہے، ہر غم کی دوا بھی
کیا چیز ہے مولا تری خاکِ کفِ پا بھی

تم سا کوئی اے ختمِ رسل اور ہوا بھی
مقصودِ خدائی بھی ہو، محبوبِ خدا بھی

ہونے کو تو ہوگی دلِ مضطر کی دوا بھی
اکسیر ہے لیکن ترے دامن کی ہوا بھی

لب پر ہے ترا نام تو کیا ورد طلب ہو
اے صلِّ علیٰ یہ تو دوا بھی ہے دعا بھی

میں تم سے وہ کہتا ہوں جو کہنا ہے خدا سے
جب تم مری سن لوگے تو سن لیگا خدا بھی

اُس موت پہ اک میں نہیں سو جان تصدق
جس موت کے ساتھ آئے مدینے کی ہوا بھی

اے ابرِ کرم دھوئیں گے اب کیا مرے آنسو
دھبہ کوئی دامنِ عصیاں میں رہا بھی

چھا جائے گھٹا تو پئیں ہم یوں نہیں پیتے
پیتے ہیں تو چھا جاتی ہے رحمت کی گھٹا بھی

جب دل میں وہ جلوے ہوں تو دنیا ہو مُنوّر
جینے کی غرض ہے کوئی جینے کے سوا بھی

# قطعہ

جب دمِ آخر خیال آیا بڑے غم ساتھ ہیں — اُن کی رحمت بول اٹھی غم نہ کر ہم ساتھ ہیں
اقربا کیوں رو رہے ہیں میں کوئی تنہا نہیں — ہوں غلامِ غوثِ اعظم۔ غوثِ اعظم ساتھ ہیں

# "کسی دن یا محمدؐ یاد کرنا"

سیہ کاروں کی جب امداد کرنا — مجھے بھی یا محمدؐ شاد کرنا
مری فریاد سن لے سننے والے — مجھے آتا نہیں فریاد کرنا
سرِ بالیں چلے آنا خدا را — دمِ آخر مری امداد کرنا
سرِ محشر جو باتیں ہوں خدا سے — مرے حق میں بھی کچھ ارشاد کرنا
مرے ہاتھوں میں دیکر اپنا دامن — سکھا دو یا نبی فریاد کرنا
مدینے کی زیارت چاہتا ہوں — کسی دن یا محمدؐ یاد کرنا

بڑی شے ہے مُنوّر یاد اُن کی
جسے آجائے اُن کی یاد کرنا،

# غزل

## محمدؐ کی شانِ جمالی کے صدقے

محمدؐ کی شانِ جمالی کے صدقے
اُس آئینہ بے مثالی کے صدقے

یہ دل اُن کے دربارِ عالی کے صدقے
نظر اُن کے روضے کی جالی کے صدقے

تصور میں ہیں اُن کے در کی فضائیں
میں اس اپنی بزم خیالی کے صدقے

فضائے جہاں پتے پتے پہ قرباں
بہارِ جناں ڈالی ڈالی کے صدقے

شب و روز نورِ رسالت پہ قرباں
مہ و مہر شمع جمالی کے صدقے

گدا اُن کی شانِ کرم پر تصدق
فقیر اپنے دستِ سوالی کے صدقے

عبادت نمازِ عقیدت پہ شاداں
سعادت اذانِ بلالی کے صدقے

شجاعت ترے زورِ بازو پہ حیراں
جسارت تری بے مثالی کے صدقے

سخاوت ترے عزم راسخ پہ حیراں
قناعت ترے ظرفِ عالی کے صدقے

طریقت فدا تیرے حسن عمل پر
شریعت تری ذاتِ عالی کے صدقے

شرابِ حقیقت پلائے چلا جا
میں ساقی تری اک پیالی کے صدقے

کہاں میری آنکھیں مرا دل منوّر
کہاں اُن کے دربارِ عالی کے صدقے

# یا حبیب خدا مرحبا مرحبا

یا نبی مصطفےٰ مرحبا مرحبا　　احمدِ مجتبیٰ مرحبا مرحبا

یا شفیع الورا مرحبا مرحبا　　یا نبی الہدا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا یا حبیبِ خدا　　یا حبیبِ خدا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا مصطفےٰ مجتبیٰ　　خاتم الانبیا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا اشرف الاصفیا　　افضل الاذکیا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا نورِ بزمِ ازل　　شمعِ راہ ہدا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا تاجدارِ عرب　　شاہِ ارض و سما مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا جانِ کون و مکاں　　راہبر رہنما مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا فخرِ دنیا و دیں　　شاہِ ہر دو سرا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا دہر کے راہبر　　خلق کے پیشوا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا حسنِ فرشِ زمیں　　نورِ عرشِ علا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا شاہِ جنّ و بشر　　فخرِ شاہ و گدا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا خلق کے دادرس　　سب کے عقدہ کشا مرحبا مرحبا

مرحبا مرحبا چارۂ سوزِ غم　　مونسِ بے نوا مرحبا مرحبا

یا نبی　یا نبی　یا نبی　یا نبی

مرحبا　مرحبا　مرحبا　مرحبا

# نعتِ حبیبِ کبریا

وِردِ مرا مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا
شغل مِرا کوئی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

روز کوئی نیا سلام "تم پہ سلام یا رسول"
روز کوئی نئی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

صبح کو دوسرا کلام حمدِ خدائے دو جہاں
شام کو دوسری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

جاتی ہے عرشِ پاک تک پڑھتے ہیں قدسی اور ملک
میری لکھی ہوئی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

چرخ پہ ایک شور ہے صلِّ علیٰ محمدٍ
فرش پہ ہے مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

نعتِ حبیبِ کبریا گویا مِری زبان میں
پڑھتی ہے خود مِری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

روح پڑھے نظر پڑھے قلب پڑھے جگر پڑھے
کس کی غزل مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

سازِ نفس پہ گائے جا روح کو گدگدائے جا
ہے بڑے کیف کی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

بزمِ گدائے شاہ میں پیروں کی بارگاہ میں
روحِ رواں مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

بلبلیں جھومنے لگیں ٹہنیاں چومنے لگیں
شاخوں پہ جب چھڑی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

عرش نے در جھکا دیا چرخ نے سر جھکا دیا
کس نے پڑھی مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

قدسی و جامی و ظہیرِ حالی و محسن و امیر
سب نے پڑھی مِری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

پاس تک آکے رہ گئی ہاتھ بڑھا کے رہ گئی
سن کے اجل مری غزل نعتِ حبیبِ کبریا

ہے یہ دعائے قلبِ جاں بر درِ شاہِ دو جہاں
خود میں پڑھوں یہی غزل نعتِ حبیبِ کبریا

محسن کے کہیں شہِ عرب ایک منور اور اب
ہاں کوئی دوسری غزل نعتِ حبیبِ کبریا



# نعتِ رسُول

جلوے ہر سمت رخِ احمدؐ مختار کے ہیں
دونوں عالم میں اجالے مِرے سرکار کے ہیں

روضۂ پاک کے اترے ہوئے پردوں کی قسم
سائے جنت میں بھی آقا تری دیوار کے ہیں

چن کے لیجاتی ہے فردوس کے باغوں کی بہار
پھول مرجھائے ہوئے جو ترے گلزار کے ہیں

آکے روضہ پہ دیا کرتی ہیں حوریں جھاڑو
کفش بردار ملائک اسی دربار کے ہیں

دست بستہ کھڑے رہتے ہیں ملک در کے قریب
پاسباں جنؔ و ملائک ترے دربار کے ہیں

جن کو بازارِ قیامت میں خریدے کا خدا!
اللہ اللہ وہ سودے ترے بازار کے ہیں

کیا کریں لیکے بھلا کوثر و تسنیم کے جام
رند پیاسے تو ترے شربتِ دیدار کے ہیں

چار یارانِ نبی ہیں چمنِ دین کے پھول
اور یہی پھول ہیں گلشن میں جو بے خار کے ہیں

قبر میں حشر میں پل پر سرِ میزانِ عمل
ہر جگہ ساتھ حضور اپنے گنہگار کے ہیں

سب تصدق ہے یہ سرکار کی مدّاحی کا
شہرۂ عالم میں منوّر ترے اشعار کے ہیں

# قطعہ

دولتِ کونین ہے پھر اُس کے خالی ہاتھ میں  تھام لی جس نے ترے روضے کی جالی ہاتھ میں
اب کوئی قیمت لگائے میرے خالی ہاتھ کی  خاکِ پائے مصطفےٰ میں نے اٹھالی ہاتھ میں

# غزل

یہ حسرت ہے ترے روضے کو جاکر ہم بھی دیکھیں گے  جبینِ شوق اُس در پر جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے
سنا ہے خاکِ طیبہ سرمۂ چشم ملائک ہے  جو ہاتھ آئی تو آنکھوں میں لگا کر ہم بھی دیکھیں گے
تری سرکار کہتے ہیں بڑی سرکار ہے آقا  ترے دربار میں دھونی رما کر ہم بھی دیکھیں گے
جہاں دن رات خورشید و قمر سجدے میں رہتے ہیں  اُسی چوکھٹ پہ پیشانی جھکا کر ہم بھی دیکھیں گے
ادھر بھی اک نظر او سونے والے سبز گنبد کے  تری صورت ذرا پردہ اٹھا کر ہم بھی دیکھیں گے
سنا ہے سن کے آجاتے ہیں وہ آوازِ مجرم کی  خدا چاہے تو مرقد میں بلا کر ہم بھی دیکھیں گے
جو اُن کا ہوگیا سارا زمانہ پھر اُسی کا ہے  جو سب کے ہیں اُنھیں اپنا بنا کر ہم بھی دیکھیں گے

درِ سرکار تک لے آئی ہیں بیتابیاں دل کی
منوّر آج قسمت آزما کر ہم بھی دیکھیں گے

# مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

نہ ہوا آپ سا پیدا کوئی ممتاز نبی
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

ناز کرتی ہے ترے نام پہ والا حسبی
فخر کرتی ہے تری ذات پہ عالی نسبی

امتیں اور بھی گذری ہیں رسول اور بھی ہیں
نہ کہیں تیری سی اُمت نہ کوئی تجھ سا نبی

سر بہ سجدہ ترے دربار میں سب جنّ و ملک
دست بستہ تری سرکار میں ہر ایک نبی

تیرے دیدار کے مشتاق سلاطین جہاں
تیرے جلووں پہ تصدق عجمی و عربی

تیری رفعت پہ خجل دیر و کلیسا والے
تیری عظمت پہ فدا ہاشمی و مُطلبی

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
نوجوانِ مدنی، ناقہ سوارِ عربی

پھر کلام اپنا زبانِ عربی کو بخشا
پہلے بخشی تجھے خالق نے زبانِ عربی

مہر و مہ دور سے کرتے ہیں ترے در کا طواف
کہ نہ ہو جلوہ گہہ ناز میں کچھ بے ادبی

ہم گداؤں کی تو کیا ہے کوئی شاہوں میں نہیں
جو نہ پہونچا ترے در تک پئے ریزہ طلبی

موت سے پہلے الٰہی مری حسرت نکلے
جیتے جی ہو مجھے دیدار رسول عربی

سارے عالم کو عطا دولت عالم کردے
میری اولاد کو دے خاک درِ آلِ نبی

ہو منور سرِ محشر مرے لب پر یہ سخن
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

# "کیا ہونا ہے"

کام دشوار ہیں کیا ہونا ہے ہاتھ بیکار ہیں کیا ہونا ہے

دشتِ غربت میں برہنہ پا ہوں خار ہی خار ہیں کیا ہونا ہے

دوست دشمن میں نہیں کوئی فرق یار اغیار ہیں کیا ہونا ہے

دور ساحل ہے شکستہ بیڑے موجیں منجدھار ہیں کیا ہونا ہے

سہمے سہمے ہیں فلک پر انجم محوِ دیدار ہیں کیا ہونا ہے

توبہ اے دستِ حوادث توبہ وار پر وار ہیں کیا ہونا ہے

خونِ انساں کی وہ ارزانی ہے گرم بازار ہیں کیا ہونا ہے

بختِ خفتہ ہے کہ کھلتی نہیں آنکھ فتنے بیدار ہیں کیا ہونا ہے

آسمانوں سے نہ جھکتے تھے جو سر بر سرِ دار ہیں کیا ہونا ہے

آگیا روزِ قیامت سر پہ ہم گنہگار ہیں کیا ہونا ہے

دہر میں کوئی مسیحا ہی نہیں لاکھوں بیمار ہیں کیا ہونا ہے

ان سے پوچھے کوئی ہونا کیا ہے جو خبردار ہیں کیا ہونا ہے

اُمتی آپ کے اے ختمِ رسل سخت لاچار ہیں کیا ہونا ہے

وقت ناساز زمانہ دشمن جی سے بیزار ہیں کیا ہونا ہے

وا نہو بابِ اثر تو اے دل آہیں بیکار ہیں کیا ہونا ہے

لاکھ غم ہوں تو منورؔ کیا غم
جب وہ غمخوار ہیں کیا ہونا ہے

# نعتِ رسولِ انام

و

# منقبت امام حسین علیہ السّلام

ہر دل کا اُجالا کون؟ محمدؐ، ہر آنکھ کا تارا کون؟ حسینؑ
تمہیدِ تجلّی کون؟ محمدؐ، انجام نظارا کون؟ حسینؑ

مختارِ شفاعت کون؟ محمدؐ، بخشش کا سہارا کون؟ حسینؑ
خالق کا دلارا کون؟ محمدؐ، مخلوق کا پیارا کون؟ حسینؑ

امت کی شکستہ کشتی کو طوفان کی زد سے بچ بچکر
لا آئے کنارے کون؟ محمدؐ، دیتا ہے سہارا کون؟ حسینؑ

میدان ہزاروں فتح کئے، کیا کچھ نہ کیا امت کیلئے
غم سہہ کے نہ تھکا کون؟ محمدؐ، سر دیکے نہ ہارا کون؟ حسینؑ

تقدیر بھی ان کے قبضہ میں، تدبیر بھی ان کے قابو کی
برسا گیا رحمت کون؟ محمدؐ، بے آب سہارا کون؟ حسینؑ

ہر لحظہ ہے دل میں یاد انکی، ہر آن ہے لب پہ ذکر ان کا
ہر غم کا مداوا کون؟ محمدؐ، ہر درد کا چارا کون؟ حسینؑ

عقبیٰ بھی منور اپنے لئے دنیا بھی منور اپنے لئے
عقبیٰ کا سہارا کون؟ محمدؐ، دنیا کا سہارا کون؟ حسینؑ

# "تمام منظرِ فطرت پہ چھا رہے ہیں حسینؑ"

زمیں ہے اُن کے لئے آسماں ہے اُن کے لئے　　نمودِ کارگہ دو جہاں ہے اُن کے لئے
صبا ہے اُن کے لئے گلستاں ہے اُن کے لئے　　وجودِ عرصۂ کون و مکاں ہے اُن کے لئے

تمام منظرِ فطرت پہ چھا رہے ہیں حسینؑ

کبھی چمن میں کبھی مست لالہ زاروں میں　　کبھی مدینے کے سر سبز گل عذاروں میں
کبھی بہ شکلِ سحر شام کی بہاروں میں　　کبھی بہ شانِ دگر چاند اور تاروں میں

تجلیات کے دریا بہا رہے ہیں حسینؑ

تعینات کے پردے اٹھائے جاتے ہیں　　توہمات کے جھگڑے مٹائے جاتے ہیں
حیات و موت کے معنیٰ بتائے جاتے ہیں　　نیاز و ناز کے منظر دکھائے جاتے ہیں

گلے پہ تیغ ہے اور مسکرا رہے ہیں حسینؑ

نبی کے باغ علی کے چمن کو لوٹ لیا　　جنابِ فاطمہ کی انجمن کو لوٹ لیا
سمومِ شام نے اک گلبدن کو لوٹ لیا　　ستمگروں نے غریب الوطن کو لوٹ لیا

رضائے حق میں بھرا گھر لٹا رہے ہیں حسینؑ

وہ بارگاہ منور نہ کیوں ہو پھر عالی　　خدا ہے جس کا نگہبان مصطفےٰ والی
نہ ہوگی حشر تک اُس گلستاں کی پامالی　　چڑھائی جائے گی دینِ رسول پر ڈالی

پسر کی نعش کو ہاتھوں پہ لا رہے ہیں حسینؑ

# سلام بہ دربارِ امام عالیمقام حضرت حسین علیہ السلام

بڑھے جو کرکے وہ سوئے شہِ انام سلام
صدائیں آتی تھیں ہر سمت سے سلام سلام

بڑا ہجوم تھا طیبہ کی پہلی منزل میں
کھڑے تھے راہ میں کرنے کو خاص عام سلام

چلے حسینؑ جو طیبہ سے کربلا کی طرف
جہاں پہونچتے تھے کرتا تھا وہ مقام سلام

جو عزم کرکے چلے تھے وہ کربلا پہونچے
اگرچہ راہ میں آتے رہے پیام، سلام

زمینِ منزلِ مقصود نے قدم چومے
فلک نے دُور سے جھک کر کہا امامؑ سلام

اُنہیں کسی کی سلامی کی کیا ضرورت تھی
کہ جن کو کرتے تھے جنّ و ملک تمام، سلام

وہ آبِ ہستیٔ فانی پہ کیا نظر کرتے
اُنھیں تو کرتے تھے آبِ بقا کے جام سلام

سلام اُن پہ ہمیشہ کہ جن کو کرتے ہیں
یہ فرش و عرش، مہ و مہر، صبح و شام سلام

یہ شاہ وہ جنھیں سب شاہ شاہ کہتے ہیں
امام وہ جنھیں کرتے ہیں سب امامؑ سلام

یہ آفتابِ مدینہ ہیں اِن کو کیا کہیئے
اِنہیں کے اوج کو کرتا ہے بخت تمام سلام

غضب غضب کہ یہ خود صبح و شام کے مالک
اِنہیں سے چاہتے ہیں ساکنانِ شام سلام

چلے جو خیمے سے عباس جانبِ دریا
ادب سے کرتا تھا ایک ایک تشنہ کامؑ سلام

تمام رات اُنھیں بھیجتی رہیں حوریں
کسی کے نام درود اور کسی کے نام سلام

سلامِ بندۂ عاصی قبول ہو شاہا
تمہاری آل پہ اولاد پر مدام سلام

اُنھیں سلام، منوّر یہ چاہتا ہے جی
تمام عمر لکھوں اور نہو تمام سلام

# بنتِ نبی کا سُہاگ

بنی زہرہ بنی شادی رچی احمدؐ کی جائی کی
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے اس کتخدائی کی

براتی دونوں عالم ہیں علیؓ مرتضیٰ دولہا
برات آئی ہے سجکر دھوم سے احمدؐ کی جائی کی

بنی بیٹھی ہے دلہن فاطمہ آغوشِ رحمت میں
کھڑی ہیں منتظر حورانِ جنت رونمائی کی

مبارک اے نبی کی لاڈلی یہ پھول سہرے کے
مہک جن میں شفاعت کی ہے ضو مشکل کشائی کی

سلامی پیش کرتے ہیں ملک تحفے درودوں کے
دعا کرتی ہیں حوریں خلق کی حاجت روائی کی

کبھی جبریل آتے ہیں کبھی جبریل جاتے ہیں!
نویدیں عرش سے لیکے فضلِ کبریائی کی

خدا نے چادرِ تطہیر بھیجی ہے شہانے میں
ٹکی ہے بیل جس میں نامِ آلِ مصطفائی کی

نبوت کے نگینے سے جلادیکر اجالی ہے
ملائک لیکے آئے ہیں انگوٹھی منہ دکھائی کی

تمنا ہیں کہ شاید دامنِ رحمت سے چھو جائیں
دعائیں مانگتی ہیں نعمتیں در تک رسائی کی

گنہگارانِ اُمت کو مبارکباد دیتی ہیں
مرادیں مغفرت کی حاجتیں عقدہ کشائی کی

درِ دولت سے لپٹی رورہی ہیں باریابی کو
تمنائیں کرم کی آرزوئیں رہنمائی کی

تعالیٰ اللہ جس دامن میں چاندی ہے نہ سونا ہے
اُسی دامن سے وابستہ ہیں امیدیں خدائی کی

وہیں سے حق نے جنت بخشدی ہر اک کے قدموں کو
جہاں سے دی سند زہرہ کو آلِ مصطفائی کی

سلامی میں عطا فرما کے اک کنجی خزانے کی
علی کو مصطفےٰ نے سونپ دی دولت خدائی کی

کہا حوروں نے یارب اس دلہن کا گھر کیا ٹھہرا  
ندا آئی کہ عظمت میری شانِ کبریائی کی

ذرا اے چاند تارو اپنی آنکھیں بند کر لینا  
علی کے گھر کو ڈولی جائیگی احمدؐ کی جائی کی

جہاں کی بیویاں سیکھیں چلن اللہ والوں کے  
سبق سیکھیں بہو اور بیٹیاں ساری خدائی کی

نہ گھر والوں کو کپڑے ہیں نہ در والوں کو جوڑے ہیں  
خدا کا نام گھر میں در پہ دولت ہے خدائی کی

چلی آتی ہے دنیا حاجتوں کی گٹھریاں باندھے  
یہیں تکمیل ہو گی خلق کی حاجت روائی کی

زمانہ عکسِ جلوہ لے رہا ہے دل کے شیشوں پر  
علی کے سر پہ پگڑی دیکھکر مشکلکشائی کی

انہیں کمخواب اور اطلس کی پوشاکوں سے کیا مطلب  
بچھانا ہے انہیں تو جانماز اپنی چٹائی کی

وہ گھر سے باپ کے سونے کی پہنیں کیوں نکلیں  
جنہیں راتوں کو عادت ہے زمیں پر جبہ سائی کی

نہ ان کے سر پہ جھومر ہے نہ ٹیکا ان کے ماتھے پر  
مگر شانِ کرم قائل ہے چہرے کی صفائی کی

انھیں خود گھر میں چکی پیسنا ہے جو پھٹکنا ہیں  
ضرورت کیوں ہو ان ہاتھوں کو پھر پہونچی کلائی کی

نمازیں رات بھر کرتی ہیں سجدے ان کے دامن پر  
قسم کھاتی ہے رحمت انکی شانِ بے ریائی کی

فرشتے نام لیتے ہیں تو آنکھیں کھل نہیں سکتیں  
نظر پر ہاتھ رکھ لیتی ہے عظمت پارسائی کی

امامت سر میں کنگھی کر رہی ہے بال بنتے ہیں  
پسِ پردہ شہادت منتظر ہے رونمائی کی

انھیں کے گھر پہ ہر مشکل زمانہ ختم کر دے گا  
انہیں کے در سے حل ہوتی ہے ہر مشکل خدائی کی

سرِ محشر منورؔ کاش وہ سن لیں سہاگ اپنا  
عطا فرمادیں مجھ کو داد اس مدحت سرائی کی

# منقبت

## دربارِ غوث الاعظم میں

لذتِ دینِ نبی محفلِ عرفاں کو ملی
مسندِ محفلِ عرفاں شہِ جیلاںؒ کو ملی

نہ گلوں کو نہ کسی نخلِ گلستاں کو ملی
میرِ بغداد وہ خوشبو ترے داماں کو ملی

بٹ چکی خلق کو بھیک اور بھرا ہے دامن
اللہ اللہ یہ وسعت ترے داماں کو ملی

بادشاہوں سے تو اس در کے فقیر اچھے ہیں
بھیک جو ان سے بچی قیصر و سلطاں کو ملی

پیر بن بن کے چمکتے ہیں مریدانِ جمال
اُس تجلی سے جو تیرے رُخِ تاباں کو ملی

غوثِ اعظم سے بڑھی عزتِ خاکِ بغداد
خاکِ بغداد سے عزت مرے داماں کو ملی

ان کے دروازے سے کیونکر کوئی فتنہ اُٹھے
جن کی چوکھٹ پہ اماں گردشِ دوراں کو ملی

شاہ کہلاتے ہیں جس در کے غلاموں کے غلام
بھیک اُس در سے منور مرے داماں کو ملی

# محفل سماع دربارِ خواجہ میں

سُن رہا ہوں ترا دربار ہے عام اے خواجہ
خالی جاتا نہیں اِس در سے غلام اے خواجہ

عرض کرنے کو ترے در پہ سلام اے خواجہ
دور سے آیا ہوں سنکر ترا نام اے خواجہ

کیا چلا جاؤں نہو گا مِرا کام اے خواجہ

اٹھ چکے پی کے ترے مست تمام اے خواجہ
بٹ چکی سب ترے میخانے میں عام اے خواجہ

تیرے رندوں میں نہیں کیا مرا نام اے خواجہ
صبح سے بیٹھا ہوں بھیج اب کوئی جام اے خواجہ

اب گھڑی بھر میں ہوئی جاتی ہے شام اے خواجہ

دینے والے نے ترے در کو وہ رفعت دی ہے
تیرے ہاتھوں میں خدائی کی حکومت دی ہے

تجھکو اللہ نے وہ شان وہ شوکت دی ہے
راج والوں کو ترے تاج نے عزت دی ہے

تخت والے ہیں ترے در کے غلام اے خواجہ

بے پئے اب مرا بیکار ہے جینا دیدے
تو تو ساقی ہے سکھا کر مجھے پینا دیدے

کربلا والے کے صدقے کوئی مینا دیدے
ساغر چشت میں صہبائے مدینہ دیدے

مئے بغداد سے بھر دے مرا جام اے خواجہ

تو اگر چاہے تو منگتا کو تو انگر کر دے
میں گدا ہوں نگہِ مہر گدا پر کر دے

ذرہ خاک کو رشکِ مہ و اختر کر دے
اپنے جلووں سے مِرے دل کو منور کر دے

تجھکو دشوار نہیں ہے مرا کام اے خواجہ

### بزمِ کیف

# سرکارِ صابر میں

دیکھ پایا ہے ترا روضۂ عالی صابر　　اب نہ جائے گی بھکارن تری خالی صابر
میرے آقا، مرے مولا مرے والی صابر　　میں نے گردن تری چوکھٹ پہ جھکالی صابر

اب تو بگڑی ہوئی تقدیر بنا لی صابر

در پہ گدڑی تری جوگن نے بچھالی صابر　　بن کے بیٹھی ہوں ترے در کی سوالی صابر
دسترس ہے مری تا روضۂ عالی صابر　　کون کہتا ہے مرا ہاتھ ہے خالی صابر

ہے مرے ہاتھ میں سرکار کی جالی صابر

دامن غیر نہیں دامن ہستی اپنا　　اب جہاں تو ہے وہیں دامنِ ہستی اپنا
اب نہ پھیلے گا کہیں دامنِ ہستی اپنا　　چاک کر لوں گی یہیں دامنِ ہستی اپنا

حشر ہو جائے گا گر بھیک نہ ڈالی صابر

دیر کیوں ہو گئی اب جی مرا گھبراتا ہے　　دل ہی دے دے کے تسلی مجھے سمجھاتا ہے
میں بھکارن ہوں سخی تجھکو کہا جاتا ہے　　اُٹھ گئی میں تو تری دین پہ حرف آتا ہے

خالی جاتا نہیں اس در سے سوالی صابر

جگ میں مشہور ہے تجھسے ترا کلیر داتا　　بانٹ دے خواجۂ اجمیر کا لنگر داتا
جھانک لے پردۂ انوار اٹھا کر داتا　　لے کے آیا ہے امیدوں کی مُنوّر داتا

تیرے روضے پہ چڑھانے کو یہ ڈالی صابر

# مناجاتِ منوّر

دعاؤں میں اثر دے یا الٰہی
مرادیں پوری کردے یا الٰہی

دلوں کو سیر کردے یا الٰہی
محبت اپنی بھردے یا الٰہی

گرفتارِ مصیبت ہیں مسلماں
انھیں آزاد کردے یا الٰہی

تصدق میں محمدؐ مصطفٰے کے
عنایت ہم پہ کردے یا الٰہی

پئے صدیقِ اکبر رحم فرما
دلوں میں نور بھردے یا الٰہی

مٹا دے رنج و غم صدقہ عمرؓ کا
منوّر قلب کردے یا الٰہی

پئے عثماں بھرن رحمت کی برسا
جہاں سرسبز کردے یا الٰہی

بڑھا دے قوتیں حیدر کا صدقہ
وہ دل دے وہ نظر دے یا الٰہی

تجھے خاتونِ جنت کی قسم ہے
قناعت کے ثمر دے یا الٰہی

برائے حضرتِ شبیر و شبر
فدائے عشق کردے یا الٰہی

طفیلِ غوثِ اعظم قطبِ عالم
نگاہِ مہر کردے یا الٰہی

معین الدین اجمیری کا صدقہ
مصیبت دور کردے یا الٰہی

پئے مخدوم صابر شاہ کلیر
متاع و مال و زر دے یا الٰہی

تصدق میں حضور اچھے میاں کے
بروں کو نیک کردے یا الٰہی

وہ مے جو سرمد و شبلی نے پی تھی
تہی ساغر میں بھردے یا الٰہی

پھنسی ہے بحرِ غم میں اپنی کشتی یہ بیڑا پار کردے یا الٰہی

مسلماں جو ابھی تک سو رہے ہیں انھیں بیدار کردے یا الٰہی

غریبوں کو عطا کر مال و دولت غنی منگتا کو کردے یا الٰہی

شفا خانوں میں ہیں تیرے جو مجروح اب اُن کے زخم بھردے یا الٰہی

جو در در مارے مارے پھر رہے ہیں اُنھیں رہنے کو گھر دے یا الٰہی

جہاں میں جس کی دنیا مٹ چکی ہے دل اُس کا شاد کردے یا الٰہی

درِ دولت پہ کچھ بھوکے پڑے ہیں اب اُن کے پیٹ بھردے یا الٰہی

جو قیدی قیدِ غم میں مبتلا ہیں اُنہیں آزاد کر دے یا الٰہی

جو اپنوں سے چھٹے کوسوں پڑے ہیں تو واپس اُن کو کردے یا الٰہی

نہیں ہے جس کا اب کوئی سہارا سہارا اُس کا کردے یا الٰہی

سکونِ مستقل دنیا میں فرما ترا حم سب پہ کردے یا الٰہی

فرائض سے جو غافل ہیں مسلماں نمازی اُن کو کردے یا الٰہی

اڑا لیجائیں جو طیبہ میں یارب مجھے وہ بال و پر دے یا الٰہی

جبینِ شوق سجدے چاہتی ہے نبی کا سنگِ در دے یا الٰہی

کریما سُن مُناجات مُنوّر

اِسے مقبول کر دے یا الٰہی